

خبر السراج المحسن ودرجہ شکرہ

شمارہ ۱۰۰

ماہنامہ تجلی دیوبند

مکتبہ عالم عثمانی وزیر فضل عثمانی (فائزین دیوبند)

Islamic News Paper Agency
Cloth Bazar, RAICHUR.

بار بار دیکھ کر اس کی آوازوں سے گزرا ہوا



دیوار پر ایک نشان لگائیے
جو دیکھیں گزشتے نظر آئے۔ لیکن
بارہ گزشتے نظر نہ آئے۔

پھر ایک تولہ دُرِ نجف پابندی سے استعمال کر ڈالیے۔
تب اگر یہ نشان بارہ گزشتے نظر آجاتا ہے تو یقیناً آپ کی نگاہ کو دُرِ نجف نے
بہترین تقویت اور ترقی عطا کی ہے

مزید تفصیلاً نائٹل کے آخری صفحہ پر مکملاً حطہ فرمائیے

ایک تولہ
کی شیشی
پانچ روپے

تین شیشیاں یکجا
منگوانے پر محصول ڈاک
معاف

چھ ماشہ
کی شیشی
تین روپے

محصول ڈاک
پندرہ روپے

اپنے شہر کے ایجنٹ یا اس پتے سے طلب فرمائیے
دارالفیضِ حمانی، دیوبند ضلع سہارنپور (دیوبند)

آپ اپنی لڑکیوں کو

چھپسٹریں ہزاروں روپے کا سامان دیتے ہیں، لیکن بعض ایسی چھپسٹریں بھول جاتے ہیں جو قیمت میں معمولی، لیکن نفع کے اعتبار سے عظیم ہیں، خوب یاد رکھیے ضروری احکام اور آئے دن پیش آنے والے مسائل کے لئے ہمیشگی زیور ایک ایسی نفیس معتبر اور مفصل کتاب ہے جو ہر گھر میں رہنی انتہائی ضروری ہے۔ معمولی معمولی مسائل میں ہماری عورتیں ناواقفیت اور حجاب کے باعث ذہنی حکم سے ناواقف رہ جاتی ہیں، ایسی حالت میں وہ ہمیشگی زیور کے ذریعہ صحیح واقفیت حاصل کر سکتی ہیں، کیونکہ یہ نہایت عام فہم اور سادہ زبان میں ہے۔

گیارہ حصوں میں مکمل قیمت پندرہ روپے (پندرہ سترہ روپے)

دوسری چیز جو چیز کا لازمی جز ہونا چاہیے، ترجمے والے نفیس قرآن ہیں، تجلی کے صفحات پر آپ کئی طرح کے مترجم قرآنوں کے اشتہارات ملاحظہ فرما سکتے ہیں، انہیں سے اپنی استطاعت اور پسند کے مطابق انتخاب کیے، طلب کیجئے، مکتبہ تجلی عنہ جلدوں کی تہنیتیں کر لیا

عرض کیش،۔۔۔ منیجر مکتبہ تجلی دیوبند (دیوبند)

روح افزا

دنیا کا اہم ترین تیسکین دیکھو



روح افزا سوئم کرنا کا بہترین تھنہ ہے۔ صحت گری ہے۔ جب طبیعت پریشان ہو اور من سوگندا ہو روح افزا کا ایک گلاس آپ کی تیشگی کو دور کرے گا اور طبیعت میں تیشگی ترقی دے گی اور کام کرنے کی خواہش پیدا کرے گا۔

نوٹ: کتابچہ مشروب مشرقی مفت طلب فرمائیں۔

ہمدرد دو خانہ (وقت) دہلی

تجلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ دیوبند

جلد ۵

شمارہ ۲

ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے
عام سالانہ قیمت پانچ روپے۔ فی پرچہ ۱/۴
معززین سے سالانہ چندہ حسب استطاعت

بابت ماہ جون ۱۹۵۲ء

نمبر شمارہ	مضمون	صاحب مضمون	صفحہ
۱	اعجازِ ذہن	عامر عثمانی	۶
۲	غیر مقدم کتاب (نظم)	تاج الدین رام نگری	۱۰
۳	تجلی کی ڈاک	معنی تجلی	۱۱
۴	انمول میرے	کتب اعادہ	۲۴
۵	مسجد سے بھانے تک	آغا ابن استیلا کی	۲۶
۶	ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	جناب شیراجی بجری آبادی	۲۵
۷	صراطِ مستقیم کے واضح نشانات	جناب شیخ احمد	۳۳
۸	اسلامی تہذیب و تمدن کا یورپ پر اثر	جناب فضل حق	۵۱
۹	عسکر	جناب احسان بن دانش	۵۲
۱۰	آوازِ حیات	جناب عنوان چشتی	۵۵
۱۱	وہ راہ بسے	جناب شہنم بھانی	۵۶
۱۲	ہزارا قومی پروگرام	جناب ستیدہ اختر	۵۷
۱۳	غزلیات	مختلف شعراء	۵۸

پندرہ روپے سالانہ چندہ کے ساتھ ساتھ ہر پرچہ کے ساتھ ساتھ

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ
ڈاکٹر تجلی دیوبند ضلع سہانپور (پ۔جی)
ڈاکٹر عثمانی وزیر نقول عثمانی
پاکستانی حضرات:- اپنا سالانہ چندہ نیچے کے پتے پر
رسید دفتر تجلی کو روانہ فرمائیں سالانہ جاری ہو جائیگا
پتہ: چوہدری جناب شیخ محمد سلیم اللہ صاحب
جیلڈ لا سٹریٹ کراچی (پاکستان)

عامر عثمانی پرنٹر اینڈ پبلشر "محبوب المطابع پریس" دہلی کو چھپوا کر اپنی دفتر تجلی دیوبند سے شائع کیا۔

آغا زین

تشکر ارحم الراحمین کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جناب والد صاحب! مدظلہ کی صحت اب نسبتاً کافی اضافہ پذیر ہے۔ ناظاہری عارضہ سے خطرہ سے باہر کہا جاسکتا ہے۔ جن دوستوں اور مہر دوں نے میری التجا قبول فرما کر دعائیں کیں اور اظہارِ خلوص کے طور پر عبادت کے خطوط لکھے ان کی خدمت میں اس ادارہ تجلی کی طرف سے دلی شکر پیش کرنا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اپنی نیک دعاؤں کا سلسلہ بدستور جاری رکھیں گے۔

مسلمان دشمنی ہماری لادینی اسٹیٹ میں نام نہاد فرقت پرستوں کا جو طرزِ عمل اور اندازِ تکلم مسلمانوں کے ساتھ ہے وہ تو اپنی جگہ دامنِ جمہوریت کا سب سے مہلک وارث ہے۔ لیکن بعض ذمہ دار کانگریسیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی جمہوری حقوق اور شہری آزادی کی جو ذرگت بن رہی ہے اس پر نسبتاً نام کیے کم ہے۔ نسل میں ٹھہری جو ٹوٹوں پر رام رام کی اتنی کشمیر مثالیں جمع ہوتی جا رہی ہیں کہ آنے والا مورخ ان مثالوں کی روشنی میں یہ سچے بغیر نہ رہے گا کہ کیا واقعی بھارت میں کبھی تیسرہ قومیت آئینی مساوات اور مضافانہ جمہوریت کے الفاظ شرمناک سمجھے جوتے تھے؟

اور تو اور مسلمان دشمنی میں وہ کمیونٹ بھی گمراہ نہیں چھوڑ رہے جن کا دعویٰ ہے کہ ہمیں کسی مذہب کسی قوم سے تعلق نہیں ہم تو صرف سماجی مساوات اور عوامی خوشحالی چاہتے ہیں۔

قریبان جاسیے اس دعوے پر۔
 بڑے سیدھے سادے بڑے بھولے بھائی
 ریاضِ آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں
 اگر واقعی بھارتی کمیونٹ سچے دل سے اپنی مکمل لادینیت

اور ہمہ گیر اہل مساد پر ملا قائم رہتے تو مسلمانوں کو کسی خصوصی شکایت کا موقع نہیں تھا۔ لیکن مشاہدہ اور تجربہ یہ ہے کہ اسلام کے مقابلہ میں تو ان کی عیساری دین کاری کا رویہ الحاد و دہریت کے تمام اذوق و استعمال کر رہا تھا ہے۔ مگر جب دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں تو بالعموم ان کی لادینیت کو سناپ سونگھ جاتے ہیں اور ان کے کردار و گفتار سے ظاہر ہوتا ہے کہ عوامی برابری اور عدل و مساوات کی حکمتداری دعویوں کے سہانے وہ صرف اسلام ہی کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے جاننے کے قابل سمجھتے ہیں اور جس قوم میں خود انھوں نے جنم لیا ہے اس کے مذہب سے انھیں کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت میں ہندو مت و الحاد کے تہ بہ تہ پھلکوں کے اندر اپنے مذہب اپنے معتقدات اپنی قومیت کا گودا بگنہ بھرا ہوا ہے۔

ملاحظہ کیجئے کونسل آف سٹیٹس کے کمیونٹ ممبر شراج بہادر گوٹرنے آل حیدر آباد ٹریڈ یونین کانگریس کی دوسری کانفرنس میں برپورٹ پیش کی ہے کہ رضا کاروں اور باقاعدہ دے بے قاعدہ فورس نے ہندو سواستھاس کو ہلاک اور دس ہزار کانوں کو نذرِ آتش کیا ہے۔

برپورٹ کس حد تک صحیح ہے اس سے ہمیں بحث نہیں۔ ہم اسے سو فی صدی درست تسلیم کئے لیتے ہیں۔ لیکن غور طلب یہ ہے کہ کمیونٹ کے مقصد و موافقت اور سماجی خدمت کے وہ کونسی نقلے ہیں جو اس بے وقت کی راگنی سے پوکے ہوتے ہیں۔ یہی تاکہ مسلمانوں کے خلاف دل میں بغض و عداوت کی جو آگ بھڑک رہی ہے اس کے لئے تھوڑا سا ایندھن جیتا کرتے رہنا ضروری ہے۔ یہی تاکہ طرح طرح کے حادثات و آفات فی مسلمانوں کے لئے بھارت میں زندہ رہنے کے جو امکانات چھوڑے ہیں

انہیں کم سے کم ترکیا جائے۔ یہی ناکہ مسلمانوں کے جبر و ظلم کی یادوں کے نقوش ابھار کر انہیں چین کا سانس نہ لینے دیا جائے۔ اگر یہ نہیں تو مسٹر راج بہادر نے رضا کاروں کی بد اعمالیوں کے ساتھ ساتھ ایک انصاف پسند رپورٹر کی طرح یہ کیوں نہیں بتایا کہ خود کیونٹوں نے اسی ریاضت جیہ را باد میں کیا کیا خوشحال اعمال کیا ہیں۔ کیونٹا اگر اپنے قبلاً و کعبہ روس کی تاریخ پیش نظر رکھیں تو جنت رسوا شخص کی ہلاکت چند چوتھیں کی موت سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ ایک سچا کیونٹا دس بیس ہزار انسانوں کی ہلاکت کو تو قابل ذکر بھی نہیں سمجھتا۔ پھر مسلمان دشمنی کے سوا وہ کوئی ذہنیت ہو سکتی ہے جس نے مسٹر راج بہادر کو نقص پسند رہ سو آدمیوں کی موت کی رپورٹ تیار کرنے اور پیش فرمانے پر ابھارا۔ اگر خود کیونٹوں کی کارگزاروں کی فرور عمل پیش کرنے میں کچھ تاامل تھا تو کم سے کم پولیس کمیشن اور اس کے بعد کی فوجی حکومت کا حال چال ہی بیان کیا جوتا۔ بتایا ہوتا کہ جمہوری ہند کی با اخلاق فوجوں نے رضا کاروں کی بد عملیوں کا انتقام ریاستہ کے مسلمان عوام سے کس کس طرح لیا۔ بتایا ہوتا کہ جو نہایت مسلمان دشمنی غنڈہ گردی، فرعونیت کے کون کون سے تعلقے کس کس خوبی اور کمال کے ساتھ پورے کئے گئے۔ بتایا ہوتا کہ کتنے ہزاروں مسلمان اپنے وطن میں اپنی جائیدادوں سے محروم اور ملازمتوں سے برطرف ہیں۔ کتنی مسجدیں بیوقوف زمین گردی گئی ہیں۔ کتنی مسجدوں میں باقاعدہ بہت نصب کئے گئے ہیں۔ کتنے آریہ سماجی اور ہندو دھرم کے سبک کر دو مجبور بنے مسلمانوں کی شدھی کے لئے سرگرم کار ہیں۔

بتایا ہوتا کہ با اخلاق روحانی بھارت کے جمہوریت نوازوں کی فائمانہ پیش قدمیاں اور کامرانیوں اندھے اور بہری انتقام کی گئی جسے گہرے تاریخ لہنے اندر رکھتی ہیں۔

یہ سب کچھ بتانے کے ساتھ اگر مسٹر راج بہادر رضا کاروں کے ظلم و برکافسانہ ڈھراتے تب تو ہم کہہ سکتے تھے کہ یہ شک وہ نیکسیت اور حق گوہیں۔ لیکن طاقت و بردوں کی کارگزاروں سے عقیم پوشی کرتے ہوئے صرف کمزوروں کے عیب و جرم پر تحقیق و تنقید کی قابلیتیں صرف کر انصاف بتا رہا ہے کہ کمپوزم کی سپاٹ کچلی کے اندر مذہبی عصبیت، فرور پرستی اور نسلی اعتقادات کا سہا

انگڑائیاں سے رہا ہے۔ بھارت سے ان آفت زدوں کو نڈر جوڑنا کار کا کی بد عنوانیوں سے کوئی عملی تعلق نہ رکھتے ہوئے بھی اندھو انتقام کی چکی میں پس گئے اس طرح کی شرانگیز رپورٹیں خوف و ہشت اور حزن و غم کے نازہ چین کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر ہمارے کرم فرماؤں کے نزدیک ملک کی کسی اہم ترین اقلیت کو خوف و یاس اور بے اطمینانی کا شکار بنانے رکھنا ہی ملک و قوم کی ذمت نہ تو ہے۔ شک وہ یہ خدشات انجام دیتے جائیں۔ لیکن انہیں یہ نہ بھولنا چاہئے کہ ان کی دہشت انگیزی کے نتائج اب زیادہ گہرے نہیں ہو پائیں گے۔ بھارت کے عوام میں بسنے والے مسلمان اس طرح تمام حقوق شہریت کے مالک ہیں جس طرح کوئی بھی بھارتی باشندہ ہو سکتا ہے۔ اقتدار کی گرسیوں پر ہزار غیر مسلمین کا قبضہ ہے، لیکن جمہوری اور آئینی اعتبار سے سلطان شہری حقوق اور آزادی کے باب میں کسی بھی راج بہادر یا ٹنڈن جی یا جوہر لال سے کم نہیں ہے۔ جس طرح کسی رام لال اینڈ کمپنی کی غنڈہ گردی کی ذمہ داری پوری ہندو قوم پر نہیں آسکتی اسی طرح رضا کار اینڈ کمپنی کے اعمال کی ذمہ داری عام مسلمانوں بھارت کی سر نہیں۔ اور وہ کسی قیمت پر زید عمر کیک کے جرموں کی سزا خود بخوتے کوئی نہیں ہیں۔ نہ کسی ہمارے کی دھمکیوں اور الزام تراشیوں کے آگے سن سیتا لیس کے دور شرمناک کی طرح وہ اب گھٹو ٹپنے کے نذوہ دیوانوں، مشیریوں اور بد اعمالوں کی کجواسٹی ڈر سے اور سہمیں گے۔ انہیں بھارت میں جینا ہے جینے کی طرح جینا ہے۔ اچھی تعلیم تاریخی روایات اور اہمیت و عظمت کے ساتھ جینا ہے۔ وطن کے نقصان کو اپنا نقصان اور وطن کے فائدے کو اپنا فائدہ سمجھ کر جینا ہے۔ اپنے دین، اپنے کچھ اپنی اخلاقی اقدار کے ساتھ جینا ہے۔ ظلم و زیادتی کے آگے اب وہ گردن نہیں جھکا سینگے بلکہ بھارت کی آئینی عدالتوں کا دروازہ کھٹکشا میں گے۔ انصاف کی کسی پریشیٹھ والوں کو اونگھنے نہیں دیں گے۔ دلائل و حجتیں بنا کے تھیاردوں سے فقہ پر و انوں کی بہتان تراشیوں کا جواب دینے لگے۔ آئین سے اپنا حق لیں گے اور وطن کو جیتی ترقی پائیں پائیں گی اور انصاف و دیانت کی شاہراہ پر چلائے گی سچی تعلیم کریں گے۔

کی انگلیں دل میں سے ہوتے ہیں۔ ہم جغرافیائی حدود سے قطع نظر ملک و قوم کی تفریق سے بے نیاز ہو کر ہر ملک اور ہر قوم کے ایک ایک فرد تک اپنا پیغام حیات پہنچانا چاہتے ہیں۔ ہمارا پیغام اٹل سنہ۔ ازلی اور ابدی ہے۔ موت کا خوف ہمیں اس کی تبلیغ و اشاعت سے باز نہیں رکھ سکتا۔ بھول گئے ہوتے ہو۔

”خدا ہی اطاعت و بندگی کے لائق ہے۔ خدا سے بے نیاز ہو کر اغراض کی جنگ اور مفاد کی پرستش کی ہرگز بند نہیں ہو سکتی۔ اس کا واحد ذریعہ خدا پرستی ہے۔ ایسی خدا پرستی جو مشرک سے بے تعلق ہو جاوے اور اس کی طرح لذت نفس اور لطف زندگی ہی کو سب کچھ کہہ کر پید کرنے والے کو بھلا دینا اس کے فساد کی جڑ ہے۔ عصمت و حیا اور ایمان و انصاف کو تجارت و نفسانیت کی ترازو میں تو لٹا کر بادی و ہلاکت ہے۔ انسان اٹم اور باڈی و جن ہم بنا کر بے گناہوں کو ضرور موت کے گھاٹ اتار سکتے ہیں لیکن خدائی قوت کے مقابل میں اس کی قوت ایک جہہ بھر بھی نہیں بڑھتی۔ وہ ایک دن ضرور بارگاہ رب العزت میں حاضر ہو گا اور ایک ایک نائل کا جواب دینا ہو گا۔ یہی وہ بنیادی عقیدہ ہے جو طاقت و روں کو ظلم سے لاپرواہ کو چوری سے نفس پرستوں کو عیاشی سے روک سکتا ہے اگر یہ عقیدہ نہیں ہے تو یہ دنیا چند غالب قوی انسانوں کے سوا سب کے لئے جہنم ہے گی اور اس کو سلامتی کے ساتھ نعرے بے کار جانیں گے۔“

خدا پرستی کی تبلیغ کو فرقہ پرستی کہنے والا امر و دہش رسول، مسولینی و ہٹلر کے انجاموں کو نہ بھولو۔

دادار سیکولر اسٹیٹ کا جو عادلانہ مفہوم ہے وہ تو خود اسلام کے عین مطابق ہے۔ لا اکرہ فی الدین۔ مذہب میں کوئی نورد بردستی نہیں۔ خلافت اسلام میں ایک غیر مسلم اپنی مذہبی رسوم و عبادات کے لئے اتنا ہی آزاد ہے جتنا کہ کسی غیر مسلم اسٹیٹ میں ہو سکتا ہے۔ خلافت راشدہ کی زریں تاریخ اس کی روشن دلیل ہے۔ لیکن سیکولر ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ خدا اور مذہب کو اٹھا کر طاق میں رکھ دیا جائے۔ بد اخلاقی و عیاشی کو عام آزادی دیدی جائے

خدا کا روٹے تھکا اور کیا نہیں کیا۔ پاکستان کیا کر رہا ہے اور کیا نہیں کر رہا ہے۔ اس سے انھیں کوئی سروکار نہیں۔ انھیں گراچی اور لاہور سے کہیں زیادہ اپنا اپنی اور بی بی پیار ہے۔ انھیں اپنے بھارت کی فلاح و بہبود کے مقابلہ میں کسی ملک سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ وطن پرستی کے معنی فرقہ پرستوں کے لغت میں نہیں دیکھ سکتے۔ وہ جم جموئی کو مسجد کر کے خدا سے بھلا نہیں کر سکتے۔ وہ پاکستانی یا افغانی یا انڈونیشیائی مسلمانوں کو ڈر کے مار سے دینی بھائی کہنے سے گریز نہیں کر سکتے انھیں اپنا مذہب پیارا ہے۔ دنیا کی ہر شے سے زیادہ پیار ہے اپنے قرآن اپنے اپنے ایمان پر وہ سب کچھ جمع کر سکتے ہیں۔ وہ سب سے پہلے خدا کے غلام خدا کے فرمانبردار ہیں بعد میں ہندوستانی ہیں۔ وہ بھارت کی ترقی کے معنی صرف پچھلا پوجناؤں یعنی کارگزاروں اور سازشی استعمار تک محدود نہیں کر سکتے بلکہ جتنی ترقی کی شرط لازم ان کے نزدیک اخلاق کی بلندی کی کردار کی پاکیزگی و رواداری خدا ترسی اور دیانت اور اعلیٰ درجہ کی شرافت بھی ہے۔ وہ طوائفوں کے بازاروں، شراب نوشی کے چوٹوں، رشوت خوروں اور فحش کاریوں کو اس دلیل سے گوارا نہیں کر سکتے کہ پاکستان میں یہ سب کچھ خوب خوب موجود ہے۔ پاکستان ننگا لٹے یا گانچلے ہی جم آخر وطن کی طہارت چاہتے ہیں۔ ہم بھارت کے اخلاق و کردار کو شہدھارنا ضرور ہی سمجھتے ہیں اس کے بعد اگر پاکستان کیا عرب بھی جائے وطن پرست جانز قبضے کے لئے حملہ آور ہو تو ہمارا ہر فرد وطن کی حفاظت میں جان دیدے گا۔ وطن کی ایک لٹنی ستر زمین پر اپنے گنبوں اور اپنے خاندانوں کو قیسا و گروسے گا۔ کیا کہیں ہی جائے مذہب کی تعلیم ہے۔ یہی ہمارا قرآن سکھاتا ہے۔ ظالم کوئی بھی ہو۔ کہ اور بدتر سے بھی کہے تو ظلم و ستم اور حق کی طرف داری میں لڑنا جائے قرآن کا ناظر حکم ہے۔ ہمارے دین کی تاریخ شاہد ہے کہ حق کی خاطر ہم نے اولادوں اور باپ دادوں کے سینے بھی نوک شمشیر سے چرو دیے ہیں۔ لاکھ ہم اپنے دینی اصولوں سے دور ہو گئے اور ہماری بد اعمالیوں نے ہماری ہمارے مذہب کی ہوا کھینچی دی۔ لیکن ہم پھر ایک بار اپنے برگزیدہ آسمانی مذہب کو عملی دنیا میں زندہ کر کے تمام انسانیت کو اس و زندگی اور پاکیزگی و انسانیت کی لذت و نعمت سے بہرہ ور کرنے

فرد کے حقوق پر ساری سوسائٹی اور انسانیت کے حقوق مسترد کر دیئے جائیں۔ راحت و لذت حاصل کرنے کیلئے تمام وسائل درست مان لئے جائیں۔

ہمارا پیغام ہے کہ خدا اور انسان کے حقوق ٹھیک ٹھیک ادا کرو۔ یورپ کے دماغ سے نہ سوچو۔ سائنس کی کوشش نہ کرو۔ غیور ممالک اس نہ چھو جاؤ تو قیمت، مثل و رنگ اور وطنیت کی چوکت پر سجدے مت کرو۔ ڈارون سے رعب کھا کر بندر کی اولاد بننا منظور نہ کرو۔ بلکہ قرآن کے اس عجیب و غریب پیغام کو گھو کر سارے انسان ایک ہی ماں باپ کی اولاد ایک ہی

جن کی شاخیں ایک ہی بیج کے ٹہریں۔ اس حقیقت کو اگر تم نے اچھی طرح سمجھ لیا تو نسلی اور قومی اور وطنی برتری اور غرور کا آگے کوئی راستہ ہی نہیں۔ یہ وہ تیشہ ہے جو شروع ہی میں گمراہ کن حدیثاً اور باہمی بغض و منافرت کی جڑ کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ اس مرکزی نقطہ بنا کر اگر تم آگے بڑھو گے تو یقیناً تمہیں ہدایت کا نور اور صراطِ مستقیم کے سنگ میل نظر آئیں گے۔ تمہیں ماننا پڑے گا کہ خدا کی اطاعت

کے بغیر انسانیت اور شرافت و انصاف ^{۶۴} کا کوئی مفہوم نہیں۔ عقائد صحیحی

بہت ضروری

اگر اس گول دائرہ میں سرخ نشان بنا ہوا ہے، تو سمجھیے کہ آپ کی مدتِ خسرو پڑی اس پر چہ پر ختم ہے، اب آپ یا تو اگلے سال کی  قیمت پانچ روپے مئی آرڈر سے بھیجیں یا خط سے دی جاتی اجازت دیں، خدا نخواستہ اگر کسی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہیں تب بھی ہمیں مطلع فرمادیں، اگر آپ خاموش رہے تو ہم اگلا جلائی کا پرچہ دی پی سے روانہ کریں گے، جو ڈاک سے جج ملا کر آپ کو - / 11 / 51 مارکر کے وصول کرنا ہوگا، اس کا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔
 واضح رہے کہ سٹیشن میں جرتین اشاعتیں نافذ ہوئی تھیں وہ آپ کے حصہ میں بڑھا کر ہی تروت خریداری کا حساب کیا گیا ہے، امید ہے کہ فروری توجہ سے کام لیں گے، اور اس مہینہ کے ختم سے پہلے اپنے فیصلہ سے آگاہ فرمادیں گے۔
 پاکستانی حضرات اپنا روپیہ ہمارے پاکستانی پتہ پر بھیجیں، جو فہرست مضامین کے صفحہ پر درج ہے، اور ہمیں اطلاع دیں۔

تاریخ مشائخ چشت

بیتل شکر گزری اور ایک سوسائٹی اور عربی و فارسی کتابوں کی اردو تصنیف لکھنی لاہور پاکستان اور مالٹہ کے بیشتر حالات کے علاوہ تصوف کے متعلق ہمیں اس کے آغا زاد اس کی حقیقت پر متعلق تمام، صوفیانہ تعلیم کی حقیقت، صوفیوں کے کارنامے، اور صد ہا تاریخی حقائق سے لبریز یہ کتاب ایک قیمتی خزانہ ہے، لکھائی چھاپائی روشن کاغذ پر، صفحات ۱۱۱ قیمت بارہ روپے، جلد معمولی تھور روپے ۷ جلد اعلیٰ پندرہ روپے
 شہرہ آفاق تروت حضرت شیخ عبداللہ دیوبندی کی مکمل سوانح حیات جس کے ذیل میں حدیث و تصوف اور فقر و غیرہ کے اہم مباحث شامل ہیں صفحات ۱۱۱ قیمت چھ روپے دو کتبسات روپے

مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارنپور (دیوبند)

تخلی کی تکلیف

شمارہ ۱۷۔ ایک دفعہ میں تین سوالوں سے زیادہ ہرگز نہ بھیجیں۔

(۴) سوالات مختصر اور تحریر خوش خط ہونی چاہئے، گھسیٹ لکھے ہوئے قلم جواب نہ ہوں گے۔
 دس جنسی مسائل اور عسریائی آئینہ سوال نہیں شائع کئے جائیں گے۔ اگر کوئی جنسی مسئلہ ضروری درپیش
 طلب ہو تو جوابی خط لکھئے۔

(۴) فوری اشاعت کا مطالبہ نہ کیجئے، اپنے نمبر پر اشاعت ہوگی۔ اور ضروری نہیں کہ آپ کے
 تین سوال ایک ہی بار شائع ہوں۔

(۵) سوال کے خط میں دیگر دستہ کی امور مت شامل کیجئے۔ ورنہ جواب نہ ملے گا۔

(۶) اپنا پورا پتہ اور نام صاف لکھئے۔ ورنہ سوالات شائع نہ ہوں گے۔

شمارہ ۱۷ کی پابندی نہایت ضروری ہے

جواب تیب :-

محبت جب خط اور دلچسپی دونوں کا وسعہ پر طاری ہوتی جائے
 تو کوئی عقل کی بات بتانا فضول ہے۔ تیب کا اپنے زہد و سادگی کے
 مکان پر رہنا ہی کیا کم طرفہ تھا، شائع کر مزید افعال ذمہ دار افاضہ
 سے کوئی فرق پڑے۔ نان فقہ تو کیا اگر تیب میں ذرا بھی شرافت و
 محبت ہے تو تیب ہی تری پسند عورت سے ہر ایک رشتہ منقطع
 کر لینا چاہئے۔

سوال :- (ایضاً)

اس شہر کے نصاب لوگ جن کا پیشہ گوشت فروشی جو بہت
 بے دین یعنی بے نماز بے روزہ، فحش اور اکثر جنسی غلیظ اذہاب
 ویش تراش ہیں۔ ان کی جہالت ذہنی کو دیکھ کر کہا جاسکتا ہے
 کہ غالباً مذہب پر پوری تکیہ کے صحیح الفاظ بھی نہ پڑھتے ہوں گے۔
 جن تکیہ پر گوشت کی حکمت و حرمت کا دار و مدار ہے۔ نیز بعض
 اوقات وہ نصاب اپنے چھوٹے نابالغ لڑکوں سے بھی ذمہ لگاتے ہیں۔

سوال :- از مجموعہ علم علوی - سکسٹر پاکستان

سات تیب جوہ جوئے اور شرعی محبت گزارنے کے لئے
 زید سے نکاح کر لیتی ہے۔ زینب اور زید کے مکاتوں میں ایک میل
 کا فاصلہ ہے۔ اس لئے زید کی کچھ بھی خدمت گزاری نہیں کرتی۔
 زینب زید سے شرط کرتی ہے کہ زید کا اولیٰ کے گھر میں رہوں گی
 خوراک پوشاک وغیرہ تمہ پر اور وہاں پہنچا دینا ہے۔ زید محبت
 کا مارا چوا قبول کرتا ہے۔

چند ماہ کے گزرنے کے بعد زینب بے پردہ اعلانہ گلیوں
 میں پھر رہی ہے اور محرم وغیر محرم سے مصافحہ کر رہی ہے جس پر
 زید نے اس کو بارہا ڈانٹا ہے۔ لیکن وہ زید کی بات نہیں مانتی۔
 بلکہ نماز روزہ کو بھی ترک کر دیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ زید اگر اس کا فقہ ان مذہب و انصافی
 کے نظر بند کر دے تو کیا عند الشرع زید مجرم ہے؟ یا ایسی صورت
 کے لئے شریعت المانع کا حکم دیتی ہے؟

لوگ اُن سے بہت منتظر ہیں۔ کیا عند الشروع اُن کے ہاتھ کاغذ پود
کھانا درست ہے؟

جواب:۔

پہلے اطراف میں ذبح خانوں میں عموماً ایک ایسا شخص متعین
ہوتا ہے؟ اسم اللہ وغیرہ پڑھ کر جانور ذبح کرے۔ اس کے بعد قصائی
دیگر امور انجام دیتے ہیں اگر آپ کی طرف ایسا رواج نہیں تو پونا چاہئے
جب تک ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ جانور نہیں ہوتا۔ ہاں
جو اسکے لئے یہ ضروری نہیں کہ ذبح کرنے والا نیک صالح ہو۔
ذائقہ و فاجر اور بد عمل مسلمان کا ذبیحہ بھی "ذکر اللہ" کو قید جانور
ہوتا ہے۔ نیز شہابی کا ذبیحہ بھی جائز ہے۔

سوال:۔ از محمد عبدالسیح - حیدرآباد دکن۔

میرے والد مرحوم و مغفور ایک دین دار پابند شریعت انسان
تھے جو متروکہ کہ میں چار مکانات اور منصب چھوڑ کر میرے مرحوم کے
ورثہ میں ان کی زوجہ تین لڑکے اور دو لڑکیاں۔

اپنا بڑا مکان جس میں خود مکونت پذیر تھے۔ اپنی زندگی
میں اپنی زوجہ کو ہر مہینے چلے مرحوم کے اپنے زمانہ حیات
میں اپنی سب سے بڑی دختر کا عقد انجام دیا جس کو جہیز میں ایک
رہائشی مکان بھی دیا گیا۔ چھوٹی دختر کی شادی ان کی زندگی میں
انجام نہیں پائی۔ لیکن اس کے لئے بھی ایک مکان جہیز میں دینے
کے لئے نقش کیا گیا۔

منصب جس کی مقدار بائیس سو روپے تھا نہ تھی جو عظیم سلطانی ہے
اس سے آج بھی ان کے دو فرزند مستفید ہو رہے ہیں مرحوم کے
دو بیٹے اور دو بیٹیاں اپنے والد کی جائداد سے کما حقہ مستفید ہو رہے
چونکہ میرے بڑے بھائی قطعاً مستفید نہیں ہوئے اس لئے
میری والدہ جو اپنے فرزند کو زیادہ عزیز رکھتی تھیں اپنی رحلت سے
قبل وہ مکان جو میرے والد نے ان کے ہر میں دیا تھا اپنی بڑے
فرزند کو دے دیا۔ اب اس متروکہ میں میری دو بیٹیاں اپنا ادعا
کرتی ہیں۔ ان کا عمل کس حد تک درست ہے؟ براہ کرم اسلامی
نقد کی روشنی میں تبصرو فرمائیے۔

جواب:۔ اگر آپ کی والدہ اتنا ترک چھوڑی ہیں جو آپ کے

بڑے بھائی کو وصیت میں دینے ہوئے مکان کی مالیت میں سوتیں گنا

زیادہ ہے تب تو آپ کی بہنوں کا دعوے اس مکان میں درست
نہیں۔ لیکن اگر یہ مکان مرحوم کے ورثہ میں ایک تہائی کو زیادہ
مالیت رکھتا ہے تب یہ وصیت شرعاً درست نہیں ہے۔ اور بہنوں
کا ادا عاں میں درست ہے۔

آپ کے بڑے بھائی والد کے ورثہ سے کما حقہ مستفید نہ
ہوں یہ اُن کا اپنا عمل ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس
کی کسر دوسری طرف نکالی جائے اور جن اموال و املاک میں شریعت
نے دیگر ورثہ کو حصہ دیا ہے اُن سے اس کی تلافی کی جائے۔

جو مکان بڑی دختر کو جہیز میں دیا جا چکا کہ تو بیشک اسکا
ہوا۔ لیکن جو چھوٹی دختر کے لئے نقش کیا گیا وہ صرف اختصاص سے
چھوٹی دختر کی ملکیت نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی شادی سے پہلے ہی
باپ کا انتقال ہو گیا تو اسے ماں وراثت میں شریک کر حق داروں پر
تقسیم کیا جائے گا۔ اور جو منصب وہ چھوڑ کرے جس میں اس پر کسی سبب
ورثہ کا حق ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی وارث اپنی مرضی یا
باپي چھوٹے کے باعث کسی حق سے دستبرداری دیدے۔

سوال:۔ از شیخ محبوب (مالٹ)

یہاں پر ایک عالم صاحب ہیں جن کا نام عبدالعزیز خاں تھا
ہے۔ یہ صاحب بومصوف سندیا تہ نشی قاضی حیدرآباد ہیں۔ ہمارے
اس تہذیب میں بڑے عالم مانے جاتے ہیں۔ ان صاحب بومصوف کو
"دعا بعد نماز جنازہ بدعت ہے" کئی بار فتاویٰ دارالعلوم
دیوبند۔ عزیز الفتاویٰ ص ۱۱۱ سے ثابت کر دکھایا گیا جس میں کہتے
دلائل ہیں جو درج ذیل مذکور ہیں۔

ردالمحتار جلد اول میں تحریر ہے فقد صحیحاً عن آخرہم
بان صلوة الجنائزۃ ہی الدعاء للہ میت اذ هو بالمقہود
منہا اتفقوا۔ اور فاضل ابن علامہ علی قاری مکی حنفی رحمہ اللہ
تعالیٰ مرقات شرح مشکوٰۃ کے باب الجنائز میں تحت حدیث مالک
ابن سیرہ تحریر فرماتے ہیں ولابد علی للمیت بعد صلوة
الجنائزۃ لاقہ لیشب الزیادۃ فی صلوة الجنائزۃ اور بعض کتب
میں محط سے نقل کیلئے۔ لا یقولوا الرجل بالدعاء بعد صلوة
الجنائزۃ اور کبیر سے منقول ہے۔ فی السراجیہ اذا فرغ
من الصلوة لا یقولوا بالدعاء۔

سوال نمبر ۱۰۰ — (ایضاً)

ماہ فروری ۱۹۵۷ء کے شمارے میں ایک بہت ہی بیش قیمت اور معلومات میں اٹھانڈا کرنے والا مضمون شائع ہوئے جس کے آخر میں سورہ واقعہ کے پڑھنے کے فوائد تحریر ہیں اس کے بارے میں ذرا تشبیہ سے ہر سلسلہ پر روشنی ڈالیں۔ کیا وقت اور دن کا تعین درود اول و آخر و غیر شراعت بھی کچھ ہیں یا روزانہ باقاعدگی کے علاوہ اسے بھی اثرات ظاہر ہونے کے لئے کافی ہے۔

جواب نمبر ۱۰۰ —

ہیں کتب معتبرہ سے اس کا کوئی خاص طریقہ یا دن اور وقت معلوم نہیں ہوا۔

سوال نمبر ۱۰۱ — از شاہ نقی الدین سکندر آباد (دکن)

آپ نے اکثر اپنے پرچوں میں کھانے پر فاختہ گیارہویں رجب کے کنڈوں و عرس کو بدعت کے نام سے یاد کیا ہے لیکن انہی کو ایڈیٹر پیشوانے اپنے ایک مضمون بعنوان "دہا بونگی بونگی حقیقت" میں مختلف آیتوں اور مثالوں سے جائز کھانے سے مثلاً کھانے پر فاختہ دلانے کو اس حدیث کی رو سے جائز لکھا ہے۔ "حنور نے اپنے فرزند حضرت سیدنا ابراہیم کی وفات کے تیسرے دن جوگی روٹی اونٹ کا دودھ اور چھوڑے رکھ کر ایک بار سوئے فاختہ اور تین بار قتل پڑھا اور اس کے بعد تقسیم کر دینے کو کہا" گیارہویں کو اس آیت کے بنی پر احکام قرآن کیمطابق لکھا ہے۔ واندک ما یا ہر اللہما۔

اسی طرح انھوں نے عرس و سماع کو چند نذرگوں کے ارشادات کے بنی پر جائز قرار دیا ہے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی اپنے ایک کتاب میں لکھتے ہیں۔ "پیران طریقت کو عرس ان بندگان کی روش پر سماع اور صفائی کے ساتھ جاری رکھیں۔ کھانے پر فاختہ سے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز کا ارشاد نصیحتی کہتے ہیں۔

"ہیں کھانے پر سیدنا حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کی نیاز ہوا اس کھانے پر فاختہ اور قتل اور رور پڑھیں تو وہ کھانا ترک ہوا تاہم۔ اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کا ارشاد دیوں ہے۔

یہ عالم صاحب ان دلائل کے بالمقابل نصیحت و مابھی کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور تقریباً چار سال سے اصرار اور مل کر پتلے آتے ہیں اور یہاں کے علماء میں حقیر نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دیوبندی لوگ ہیں ہم کو اللہ سے بھی دعا مانگنے کو منع کرتے ہیں۔ ہم اللہ سے بھی نہ مانگیں تو پھر کس سے مانگیں۔

جب کہ چار اکھتاج بھی ہو بلاتزام مالایزم اور بلا استہام و فکرا اجتماع اپنی خوشی سے جب چاہے میت کے واسطے دعا خیر کیا کرے۔

براہ کرم ارشاد فرماویں کہ ان عالم صاحب کا ایسا مسل انرو سے قرآن و سنت کس حد تک درست ہے؟

جواب نمبر ۱۰۱ — جو لوگ ذیل سے لاجواب ہو کر دیوبندیت اور دہا بیت کی بھتیگیں اور اپنی بات پر اڑے رہیں ان سے عرض و معروض فضول ہے۔ آپ اپنے اعتقاد پر جمے رہیں اور ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کیجئے۔

سوال نمبر ۱۰۲ — از حافظ محمد ابراہیم - پرتاب گلہ۔

غیر مسلموں سے سلام کس طرح کیا جائے دکن الفاظ میں اور اگر وہ سلام علیکم کہیں تو مجھ کو کیا جواب دینا چاہئے؟

جواب نمبر ۱۰۲ —

"اسلام علیکم" کے الفاظ صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں۔ غیر مسلموں کے ساتھ "آداب عرض ہے۔" صاحب سلامت وغیرہ کی قسم کے الفاظ کافی چھلکے۔ البتہ ہاتھ جوڑ کر سلام کر لینا طریقت بعض جگہ رائج ہے وہ نہایت غلط اور قابل پرہیز ہے۔

سوال نمبر ۱۰۳ — (ایضاً)

آج کل مارکیٹ میں ڈوٹہ برٹس فروخت ہوتا ہے اس کے متعلق لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ حرام جانور کا بال ہے جب کہ ہم کو صحیح معلوم نہیں کہ کس چیز سے بنا ہے۔ اور شہریوں کو آسانی سوساک میسر نہیں تو ایسی صورت میں اس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب نمبر ۱۰۳ —

جن برٹوں کے بالے میں ایسا اشتہاہ ہواں کو ہرگز استعمال نہ کیجئے سوساک نہ لے تو نیم یا کیکر وغیرہ کی ٹہنی کافی ہوگی۔ اور یہ بھی نہ لے تو کولڈ وغیرہ کا سنجن انگلی سے ملنا کافی ہے۔

توجہ مرکوز کرنا ہی کسی فیصلہ پر پہنچا سکتا ہے۔ فوراً کیجئے ایک شخص حدیث بیان کرتا ہے کیا اس حدیث کو روایت دروایت کی کوئی پرکھنے لیکر صحیح مانا جا سکتا ہے؟ پھر اس کا مفہوم جو کچھ وہ بیان کر رہا ہے کیا وہ سو فی صدی درست ہے یا اس نے اپنے مزعومہ اعتقاد کے استدلال میں اسے گھڑا ہے۔

شیخ عبدالقدوس یا شاہ عبدالعزیزؒ یا کسی اور بزرگ کے اقوال و احکام پر اعتقادات کی عمارت وہ بنائے جسے اللہ کے پیغامِ آخری قرآنی میں اور رسول اللہ کے اقوال و اعمال پر مکمل بھروسہ اور یقین نہ ہو۔ بزرگوں کے اقوال کی نقل میں اول تو جوڑنا معتقدین کی خوش اعتقادی طرح طرح کی رنگ آمیزی کرتی ہو اور کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا جوڑ کر ایک ایسا خوش رنگ محل تعمیر کر لیا جاتا ہے جس کا آس بزرگ کو شاید وہم بھی نہ گذرنا ہو۔ پھر بزرگوں اور ولیوں کے اقوال بھی مختلف مسائل میں ایک دوسرے کے خلاف اور متناقض ہیں۔ ایک گروہ اپنے ہم مسلک بزرگ کا قول زہد میں کرے گا تو دوسرا گروہ اپنے ہم مسلک بزرگ کا ارشادِ مطلقاً سلسلے لائے گا۔ ایک گروہ داؤد کو یا یا حرا لہما صبی آیات سے تفسیر بالرائے کا کھیل کھیل گیا رہوں اور تیرہویں صبی ایجادات کو حق ٹھیرائے گا تو دوسرا گروہ اس سے کہیں زیادہ ذہن دار دلائل سے انھیں اختراع و بدعت کے دائرے میں کھینچ لائے گا۔ اس تباہی اور جدل کا نتیجہ سوائے تو تو میں ہیں کے اور کچھ نہیں۔ اس کا تجربہ اور شاہدہ عرصہ سے ہو رہا ہے اور اب وقت ہے کہ خواجہ باقی باشر اور شاہ عبدالعزیزؒ اور جنید دمشقیؒ سے گذر کر قرآن و سنت اور صرف قرآن و

سنت پر دلیل و برہان کی عمارتیں کھڑی کی جائیں۔ اسلام کے عظیم ذہن و اصولوں کو ایک طرف ڈال کر جزئیات و توہمات میں الجھنے والوں کے لئے آج کے سائنٹفک دور میں کوئی جگہ نہیں۔ ذرا غور تو فرمائیے۔ جیب آج کے ترقی یافتہ عقل و عزم کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش ہوگا کہ مسلمانوں کے آخری نبی سے اپنے فرزند کی وفات کے تیسرے دن کھانے پر فاتحہ اور قتل پڑھ کر اس کی تقسیم فرمائی تو ان لوگوں نے تو اس کی تقلید نہیں کی جو نبی کے سبب زیادہ جانشار اور شہیح اور فرما بڑوارحمہ انھوں نے

جس کھانے پر خواجگان کی نیاز ہوتی ہے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے۔ اس کا کھانا اور کھانا ناچار اور ضروری ہے۔

شبِ بارات کے موقع پر علوہ پکا۔ نے کو نہ صرف بدعت نہیں بلکہ عین سنت کے مطابق کہتے ہیں۔

آپ کے خیالات اور مذکورہ بالا ایڈیٹر کے خیالات کا اگر مستلزم کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ صحیح تسلیم کریں تو کس کو۔ آج بھی ہندوستان میں اکثر لوگ ہیں پر بڑے عالیشان چائے پر عرس کئے جاتے ہیں۔

اگر یہ عرس شریعت و حدیث کی ربحونا جائز ہیں تو میں ماننا چاہتا ہوں کہ ہند کے بڑے بڑے علماء آخر خافوش کیوں ہیں ان کے استدعا کے لئے کوئی قدم کیوں نہیں اٹھاتے یہ جان کر آپ کو حیرت ہوگی کہ حضرت خواجہ حسن نظامی جو آپ کے بڑے صوفی بزرگ ماننے جاتے ہیں اکثر لوگ ہیں ان کے عرسوں میں نمایاں حصہ لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ عرس جائز کیوں ہو گیا؟

آخر میں مجھے یہ بتا دیجئے کہ اسلامی ممالک جیسے عرب۔ انڈونیشیا اور مصر میں کیا کھانے پر فاتحہ دلائی جاتی ہے؟ کیا وہاں کے بزرگوں کے بھی عرس کئے جاتے ہیں؟ اگر آپ تفصیل سے مضمون دیکھیں تو بدعتوں کی حقیقت پڑھنا چاہیں تو فروری ۱۹۵۷ء کا پیشوا ملاحظہ فرمائیں۔

جوابیت :-

آپ ایک پیشوا کا ذکر کرتے ہیں۔ حالانکہ فاتحہ اور عرس و قرانی وغیرہ کی حقیقت پر سب سے شاکر گناہیں اور مضامین عرصہ سے مارکیٹ میں موجود ہیں اور ان بدعت کو داخل حنا کرنے والے حضرات اپنے رساں و کتب میں برابر دلائل برہان لائے جاتے ہیں۔

لیکن ہم یا کوئی بھی شخص اگر یہ مضمون اور کتاب کا الگ الگ جواب دینے بیٹھے تو سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کیا حال ہوگا۔ جس پسند سبھی اصولوں کو چھوڑ کر وفات برہان لائے۔ ڈال ڈال پات پات ٹٹولنے کی بجائے جڑ اور تخم پر

بالکل نہ سمجھا کہ کھانوں پر فاتحہ خوانی کا رُتو اب ہے وہ حضورؐ کو قصداً منشاء کو نہ پاسکتے اس کے برخلاف صدیوں کے بعد میں فلک رسا بزرگوں نے اصل منشاء کو پایا اور فاتحہ خوانی کی سنت مرحوم کو زندہ کیا۔ وہ عالی قدر صحابہ جو آنحضورؐ کے ہر قول اور ہر عمل کی پیروی میں جان تک کی پروا نہ کرتے تھے جو آپؐ کی ایک ایک اور ہر بڑی اور شہداء تھے۔ جنہیں انشاء اور اس کے رسولؐ نے برگزیدہ و ممتاز ظہیر پایا جو اسلام کا مشائی نمونہ اور مینارِ نبویؐ سمجھے گئے ان کی عقل اور علم پر کتنا ظالمانہ دشمنی ہے یہ بعد کے بزرگوں کا فکر بلیغ! — یہ بعد کے دلیوں کا اعتقادِ جہیل!

اور آیات اللہ سے تیسروں اور گیارہویں وغیرہ مراد لینا تو مار و گھٹنا پھوسنے آنکھ سے بھی آگے کی بات ہے۔ ہر حال جزئیات و فروعات کی گھاٹیوں میں ٹھکریں کھانی کے بجائے ہم سیدھی سی اصولی بات عرض کریں گے کہ تراویح اور فقہاء مبصوم ہیں نہ موفیاء و اذکیاء مبصوم ہے تو وہ جسے اللہ نے عباد کے پیائے نام سے موسوم فرمایا جسے ختم رسالت کا تاج زرنگار عطا کیا گیا۔ جس کا قول ناظر جس کا فیصلہ اٹل، جس کی سنت پاکیزہ جس کا قول خطا سے پاک جس کا سواہ مقدس جس کی ذات برگزیدہ ہے۔ قرآن یا سنت سے اگر فاتحہ خوانی یا عطرہ بازی پر کوئی دلیل لائی جاسکے تو سنیے۔ حکم نہ سہی مشابہ ہی۔ صریح نہ ہی ہم ہی ہم کو بھی متبول کر سکتے ہیں بشرطیکہ آنحضورؐ کے کسی ممتاز صحابی نے اسے قبول کیا ہو۔ لیکن یہ بات کہ صحابہ میں سے تو کسی کا علم و فکر وہاں تک پہنچا نہیں اور بعد کے کسی ولی اللہ نے اس کا سراغ لگا یا چاری عقل سے بالاس ہے۔

خواجه جن غلامی صاحب کی عرس خوانیوں پر ہمیں ذرا بھی حیرت نہیں انھیں ہم توج سے نہیں عرصہ سے جانتے ہیں۔ لیکن ان کی فرات گراہی یا کسی اور بزرگ کے قول و عمل پر کام کرنے سے وقت ضائع کرنے کے سوا کیا حاصل ہوگا۔

علماء حاضر اگر اس باب میں فی الحال خاموش ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان چیزوں کی قیامت میں کوئی شک ہے۔ علماء تو عسوں میں رنڈیوں کے ناچ اور عین نماز کے وقت گانے بجانے اور قبروں پر سچے کرنے کے خلاف بھی فی الحال کچھ نہیں کہہ رہے۔

تو کیا ان خرافات کی قیامت بھی مشلوک ہے؟ دیگر مالک، اسلمیہ کا افضل حال میں معلوم نہیں۔ صرف سن رکھا ہے کہ وہاں یہ چیزیں کم بلکہ نایاب ہیں۔ لیکن مسائل شرعی کی حیثیت پر مالک، اسلمیہ کے علم یا عدم عمل سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کوئی عمل مکہ اور مدینے باک، خاص مسجد نبوی اور بیت اللہ میں بھی کیا جاسکے تو وہ صرف اس دلیل سے مشروع نہیں ہو سکتا کہ وہاں کیا جا رہا ہے۔ بلکہ اس کی مشروعیت پر قرآن و سنت کی تائید ضروری ہے۔

اسلام کو ایک عالمگیر تحریک ایک بین الاقوامی دین ایک ازلی وابدی قانون کی بجائے صرف مذہب بنا چھوٹنے میں دراصل ایسی ہی تنگ نظریوں شخصیت پرستیوں اور فروری منافقوں کا ہاتھ ہے۔ غیر ضروری جزئیات پر بہرہ دہتوں مخدوہوں اور بہرہ منوں کی کالچ زور دے کر دلیوں اور بزرگوں کے اتوال و اعمال کا تکیہ لینا اور قرآن و سنت کو بالائے طاقت رکھ دینا فی الحقیقت آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرکزی حیثیت اور اسلام کی جامع حقیقت پر وہ تیش زنی ہے جس نے دین کے سانسے بیچے اُدھیر کر رکھے ہیں

سوال: — از عمہ محمد حسین۔ ضلع پورنیہ (بہار)

زید نے دس روپے فی من پاٹ پر پانچ چیت و میا کھرا جبکہ عمر کو روپیہ دیا تھا عمر نے کہا کہ پاٹ تیار ہونے پر پانچ ادوں آسین تک دس روپے دنگا بھاؤ دو پیٹنے پر زید نے پاٹ طلب کیا عمر بولا کہ بھی دیر ہے۔ بعد کچھ روز کے پھر تھا تھا کیا تو وہی جواب دیا۔ اسی طرح چند تھا خضوں کے بعد اگلے چینی میں مالک کے بھاؤ پر عرض پاٹ کے رد یہ ہی دیا۔ اس قسم کی تجارت اور دسے شرع جائز ہے؟

جواب: —

ایسی بیع و شرع جائز ہے۔ لیکن معاہدہ کو توڑنا اور شرط شدہ جنس کے عوض روپیہ ہی واپس کر دینا جائز نہیں۔

سوال: — (ایضاً)

بیروں کی طرف سے جو شجرہ من ہے اس کو پیر کے حکم کے مطابق تربہ تبرکی دیوار میں لٹکانے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ براہ کرم جواب عنایت فرمائیں۔

جواب: —

قبروں میں شجرے لگانا غیر اسلامی عمل ہے۔ اس سے پزیر کرنا چاہئے۔

سوال ۱۱۰:۔ ادا شرف۔ نمبر خریداری ۱۹۵۷ء

ذیل میں دو سوالات درج کئے جا رہے ہیں۔ امید کہ جواب سے مشکور فرمایں گے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شیخ متین بیچ اس مسئلہ کے کہ زید بزرگ کا وہ سمت کا بچہ اپنے کا عادی سے بکیر کے منہ سے کھانے اور روکے پر وہ ہتک ہے کہ جب تک وضع طور پر اس کا حرام و ممنوع ہونا ثابت نہ کر دیا جائے میں بدستور پیتا ہی رہوں گا۔ امید کہ آنجناب اس کی وضاحت فرما کر بکیر کی مسودہ منسوخ فرمائیں گے۔

جواب ۱۱۰:۔

شراب ہو یا گناہ اغم ہو یا بھنگ جو بھی چیز انسان میں شرک و حالت پیدا کر دے۔ یعنی جو شخص جو اس مغلوبہ جائیں وہ حرام ہے۔ آپ کا دوست اگر گناہ کی وضع حرمت کے لئے کسی سے قرآن یا نبی کا متعلق ہے تو اسے اظہار کرنے دیجئے جعفریہ یوم حشر آئے والہ ہے اس وقت سب آٹے دال کا بھانڈا معنی ہو جائے گا۔

سوال ۱۱۱:۔ (ایضاً)

ان دنوں ہمارے قلم میں کمیونسٹ پارٹی زوروں پر ہے اور محلے کے بہت سارے دین دار لوگ محض اس خیال سے اس پارٹی کی حمایت کرتے ہیں اور چندہ دیتے ہیں کہ اگر واقعی یہ تحریک اسلام اور مسلمانوں کے لئے مضر ہو تو تو ہمارے بڑے بڑے علماء اس سلسلے میں خاموش نہیں رہتے۔ بلکہ وہ ہمیں آگاہ کرتے یہ صرف پروپیگنڈہ ہے جو سرمایہ داروں کی طرف سے اٹھایا گیا ہے بتائیے کہ ان حضرات کو کیسے بھجایا جائے۔

جواب ۱۱۱:۔

اگر عوام علم و خبر کی راہ سے ہٹ کر غرض اندازہ نہیں سے فیصلہ کئے جائیں تو میں یا آپ کیا کر سکتے ہیں۔ غلط ہے کہ کمیونزم کے خلاف علماء خاموش ہیں۔ اگر علماء آپ کی زبان میں کچھ مخصوص و متین شخصیتوں کا نام نہیں تو مندرجہ ذیل کے اہل علم ہیں ہتک

حضرات آپ کو کمیونزم کی حقیقت پر بے لاگ تنقید اور مسدول تبصرہ کرتے نظر آئیں گے۔ جماعت اسلامی کے لٹریچر کو اگر آپ سرتاپا مردود و موقوف سمجھتے ہیں تب بھی اس میں آپ کو کمیونزم کی حقیقت کے موضوع پر کچھ انمول ہیرے ضرور نکالیں گے۔

یہ خوب ہے کہ اگر واقعی مسلمان چیز مضر ہو تو تو ہمارے بڑے بڑے علماء خاموش نہ رہتے۔ اسی کو کہتے ہیں شخصیت پرستی اور اندھی تقلید۔ بڑے عالم کا پیمانہ معلوم نہیں آپ کو نزدیک کیا ہے۔ چاروی نظریں تو بعض بڑے عالموں نے کمیونزم کے بیخ احرار سے خوب خوب پر دے اٹھائے ہیں۔

بہر حال جو لوگ دہریت الحاد منق و ظلم اور فرعونیت کے باب میں بھی حق و ناحق کے فیصلہ پر پہنچنے کے لئے بڑے بڑے علماء کی قلب کشائی کے منتظر ہیں انھیں ہم جیسا چھوٹا عالم کیا بھجا سکتے۔

سوال ۱۱۲:۔ از محمود علی خاں (پاکستان)

یہاں کے باشندے ایسا کرتے ہیں کہ جو جانور مر جاتا ہے وہیل یا گائے یا بھینس کی کھال نہیں نکالتے ویسے ہی دفن دیتے ہیں اس پر قرآن شریف میں یہ بیٹھ سے روشنی ڈالیں۔ کہتے ہیں کہ کھال نکالنے والا بھی ناپاک ہو جاتا ہے؟ کیا دس بیس روپوں کے لئے ایسی حرکت کی جائے؟

جواب ۱۱۲:۔

مردار کی کھال سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ اسے صیوب جاننا شرعی فیصلہ پر حرج گیری کرتا ہے۔ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک مردہ بکری پر سو گز سے تو کہہ کہ اس کی کھال کیوں نہ اتاری گئی؟ عرض کیا گیا کہ یہ سوال آپ سے مراد ہے۔ فرمایا تو کیا حرج ہے۔ کھال کو دریافت و کرب فائدہ اٹھایا جائے۔

سوال ۱۱۳:۔ (ایضاً)

ہمارے یہاں حاکم عورتیں اپنے خاوند اور سرور و سرپرست سے پردہ کرتی ہیں۔ اور دوسرے پردہ نہیں کرتیں۔ یہ درست ہے یا نہیں؟ مکمل بیان فرمادیں۔

جواب ۱۱۳:۔

جیٹھ اور ششہ سے توخیر پردہ سمجھ میں آتا ہے۔ لیکن شوہر سے پردہ چھیننے وارو؟ اگر ہزرگوں کے سامنے نو عمر دہن دو عطا سے تکلف کرے تو از رو سے جایہ بھی نہیں۔ بلکہ انبہ ہے۔ لیکن پردہ اگر رد عطا سے جائز ہو تو دنیا میں کسی سے بے پردگی جائز نہیں ہوگی۔

جیٹھ اور ششہ سے زیادہ دیور سے پردہ ضروری ہے۔ دیور کو آکھنور نے "موت" فرمایا ہے۔

سوال: از حکیم غلام محمد ضلع انک (پاکستان) ما قولکم را تبعا العلماء الکلوا م در نصورت

کہ ایک شخص سی داؤد ولد حکیم غلام محمد ساکن تھلور نے باب شتر سالہ کی جنگ عزت بدرجہ اس حد تک کی اس کو تیرہ سال سے گالیاں دیتا اور شوہرت و عورت کو بگاڑنے کی کوشش کرتا آیا۔ اور کئی دفعہ باب کا گلا گھونٹ کر مارنیکا ارادہ کرتا آیا۔ اور داؤد نے حیب دیکھا باب کسی طرح نہیں لڑ جاتا تب باب کے مخالفین سے مل کر مشورہ کر کے باب پر زنا باجگر کا الزام جو کہ اصلیت سے معز تھا لگا کر تھانہ سے پرچہ لینا کیا۔

جب یہ الزام عام مشہور ہوا تو ایک پردہ سی مولوی نے فرما دیا کہ داؤد پر اس کی عورت طلاق ہے۔ بعد میں داؤد نے مسجد میں جمعہ کے دن عوام کے سامنے کہا کہ باب نے میری عورت سے کوئی زنا نہیں کیا۔ مذکورہ اثنائے میں داؤد کو جب کوئی ضرورت مالی وغیرہ سامنے آئی تو اس نے باب سے معافی مانگ کر اقرار نامہ تحریر کر لکھ دیا اور روپیہ لیکر یا اور کوئی حاجت پوری کر اگر دھوکہ دیا دیتا آیا۔ داؤد کی دشمنی کا باعث یہ ہے کہ داؤد باب کی جائداد میں سے نصف حصہ نہ بردستی مانگتا ہے باب اس کو نہیں دیتا۔

باب کے باقی لڑکے لڑکیاں ۱۰ اور بھی ہیں ایک عورت ہے۔ اور داؤد تو بے حقیقی پر آمادہ نہیں ہوتا۔ اب شریعت اسلام میں اسکا کیا حکم ہے؟

جواب: —

داؤد کی لعلی اور شرارت تو ظاہر ہی ہے۔ لیکن نکاح فاسد ہونے کا کوئی سوال نہیں۔ پردہ سی مولوی صاحب سے نسخ نکاح کی شرعی دلیل پوچھئے؟

سوال: از محمد ایاس۔ ضلع مظفر پور (دہلی)

کیا فرماتے ہیں علماء دین شیخ متین اس مسئلہ میں کہ۔ ہمارے یہاں جمعہ مسجد میں جو امام صاحب امامت کرتے ہیں وہ نماز جمعہ نہیں پڑھتے خطہ خطہ بھی غلط پڑھتے ہیں۔ ہم لوگ ان کو بہت کھماتے ہیں مگر وہ اصلاح کی جانب متوجہ نہیں ہوتے۔ بلکہ فریاد اٹھانا چاہتے ہیں۔ لہذا پہلی اب فتنہ کون کرے۔ آپ ہی پورا جواب تحریر فرمائیں۔ کیونکہ عوام بہت ضرورت مند ہیں۔ اپریل کے پرچہ تعلق میں ضرورتاً شائع کریں تاکہ قوم آنگو جمع پڑھوانے کی کوشش کرے۔ آپ کا بہت

احسان رہے گا۔

جواب: —

علاج ہم کیا بتائیں۔ اہل حقہ اور اصحاب جوش کو چاہئے کہ مل جل کر امام صاحب کو سمجھائیں اور غلطیوں کو واضح کر کے کھیر دور کریں۔ اگر وہ نہ مانیں تو لنگ کر دیں اور دوسرا بہتر امام رکھیں۔

امام صاحب کی غلطیاں اگر واقعی اس درجہ کی ہیں کہ ایک غیر متعلق مقتدی بہ آسانی ان سے آگاہ ہو سکتا ہے تو اس سے

جواب: —

بڑا فتنہ اور کیا ہو گا کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ کے اپنی مناسروں بھی ضائع کی جائیں۔ سب لوگ مل کر نوری اور حسین اخلاق کیساتھ امام صاحب کی اصلاح فرمائیں اور اگر اس سلسلہ میں اتفاقاً کوئی فتنہ مبادر ہو جائے تو اسے فرو کرنے کی سعی کریں۔

سوال ۱۷: — از عبد الغفار (ضلع پورنیہ)

کیا فرماتے ہیں علماء دین شیعہ میں دربارہٴ مریض صائم کو علاج بالا شراب (انجکشن) کرنے میں رمضان کے پینے میں؟ مجھے یہ معلوم ہے کہ فرض روزہ مریض قضا کر سکتا ہے؟ مگر مریض رمضان کا روزہ قضا کرنا نہیں چاہتا۔ رمضان آ رہا ہے خلاصہ جواب تلی بخش ماہنامہ "تلی" بابت ماہ رواں میں شائع فرماویں۔

جواب:

مجھے سمجھتے ہیں کہ روزہ میں انجکشنوں کا علاج جائز ہے۔ کوئی فقہی دلیل ایسی نہیں ملتی جس سے انجکشن کو روزہ کا قاطع ٹھیلنا جائے۔ ایک مضر و بھتنہ جسم پر اگر تلی کی مالش روزہ میں جائز ہے، اس کو بھیجے کیڑے اور پانی کی دھار سے تری پہنچانا جائز ہے، غسل جائز ہے، انگیوں سے حلق ترک کرنا جائز ہے تو انجکشن کی حرمت کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

ایسے انجکشن جو صرف طاقت و توانائی حاصل کرنے کے لئے دئے جائیں روزہ کی حقیقت سے ٹکرانے کے باعث بے شک نادرست کہے جاسکتے ہیں۔ لیکن مرض کے ازالہ کے لئے جو انجکشن دئے جاتے ہیں وہ تو روزہ کے مقصد و منشا سے ذرا بھی نہیں ٹکراتے ان کے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں نہیں ملی۔ لہذا اگر کسی صاحب علم کو بیماری رازے سے اختلاف ہو تو اپنے شرعی دلائل سے ہمیں کابھی تکشیں۔

سوال ۱۸: — از عبد العزیز خاں۔ ضلع حائل آباد (دکن)

۲۶ اپریل کو ایک رئیس کے یہاں شادی ہوئی۔ مصلح لگنے بجلانے سے گرم رہی ہر کس و ناکس کو دعوت طعام دی گئی۔ چند لوگوں نے دعوت طعام میں جانے کے متعلق جماعت اسلامی کے ہمدردوں سے مسئلہ دریافت کیا۔ انھوں نے دعوت میں جانے کو ناجائز قرار دیا اور انھوں نے بھی دعوت میں شریک ہونے کا وعدہ مندرمایا۔ اس پر تو نے فی صدی لوگ مخالفت ہو گئے اور

طرح طرح کے پروپیگنڈے کئے۔ آخر کار انھوں نے جواب میں کہا کہ اگر کسی میں لٹریچر پھیلنا بند کر دیا جائے تو ہم باجا بند کر دینگے اشتہار ہر ہونے کا خدشہ ہوا تو انھوں نے فتویٰ دیا تھا دعوت میں چلے گئے۔ دریافت کرنے پر جواب ملا، چاری پالیسی کو اور مصلحت سے غالی نہیں۔ آپ بتائیے ایسی صورت میں دعوت، شریک ہو جائے یا ناجائز ہے؟ یا ناجائز عمل مصلحتاً جائز ہو جاتا ہے یا کیا؟ اسلام کے ذمہ برابر عمل کریں تو عام لوگوں کو کیا لگے؟

جواب:

گمانے بجلانے کی محفلوں میں شرکت سے انکار اکل ٹھیک ہے۔ آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت اسلامی کی حمد و سب میں جماعت کا لٹریچر پڑھا کرتے تھے۔ اب انھوں نے دیکھا کہ رئیس صاحب کی شخص میں عدم شرکت کے باعث یہ لٹریچر پڑھنے کا موقع ہاتھ سے جاتا رہے گا تو انھوں نے لٹریچر پڑھنا بند کرنے کے مقابلہ میں شرکت دعوت کو ترجیح دی۔

یہ صورت حال اگر چشمہ شہداء اور محل نظر ضرور ہے۔ لیکن مقصد نیت کے اعتبار سے درست بھی ہے۔ لٹریچر پڑھنے والوں کو خیالات اور توجہ و رنگ سے بیزاری کا علم تو ان کے بائیکاٹ سے پہلے ہی ہو چکا۔ اب وہ سمجھتے ہیں کہ اگر باہمی تسخیر قائم ہو گئی تو عوام اپنی خرافات پر جمے رہیں گے۔ اور اصلاح حال کا امکان پامال ہو جائے گا۔ لہذا انھوں نے لٹریچر کے ذریعہ رفتہ رفتہ انھیں سادھانے اور اسلام کی راہ راستہ تقسیم پر چلانے کے لئے پارٹی نافذ شدہ شرکت منظور کی کہ آئندہ جدل و مباحثہ کا راستہ بند کر دیا۔ اور اب اس کا امکان ہے کہ لٹریچر سنتے سنتے عوام کے قلوب غیسر اسلامی اعتقادات و رجحانات سے پاک ہونے لگیں اور جن خرافات پر آج انھیں اصرار ہے ان سے خود ہی بیزاری ہو جائیں۔

ایسی نیت کی موجودگی میں اس شرکت دعوت کو "دو بلاؤں میں سے کم درجہ کی بلا" قبول کرنا نہیں گے۔ ایک بلا باؤں ناخو استہ شرکت دعوت ہے۔ دوسری بلا تبلیغ دین کے ایک عمدہ ذریعہ کا بند ہو جانا، ظاہر ہے کہ کثیر ہستی بلا ہے اور اسی کو قبول کر لیا گیا۔ اس لحاظ سے یہ ذمہ بران کرم مجرم نہیں ٹھہرا سکتے۔

سوال ۱۹: — از محمد عام خریدار (پاکستان)

مسلمان پر پڑھنی چاہئے خواہ وہ کتنا ہی بگڑا رہو۔ ہاں کفر و شرک کے بعد چونکہ معافی کا امکان ہی نہیں رہتا اور دو ماقطفاً لامعنا ہوتی ہے اس لئے نماز جنازہ جو فی الحقیقت دعا ہے بیکار ہو جاتی ہے۔ رماز حج کا معاملہ تو اس کا بھی قصہ ہی ہے کہ اللہ کا نام لیکر ذبح کرنے والا مسلمان کیسا ہی گناہگار ہو اس کا ذبیحہ جائز ہوتا ہے۔ اور حالتِ حُجْب کا ذبیحہ بھی جائز ہے۔

سوال ۱۲۰۔ از ایم۔ اے۔ ابراہیمی۔ غازی پور۔

مردہ کے حق میں اگر اس کے متعلقین و لواحقین روزِ کلامِ پاک پڑھ کر بخشش تو مردہ کے لئے موجبِ رحمت ہوگا؟

جواب ۱۲۰۔

مردہ ہوگا انشاء اللہ۔

سوال ۱۲۱۔ (ایضاً)

کیا بلا فہم و تدبیر کلامِ پاک کی تلاوت بابرکت اور باعثِ اجر و ثواب ہو سکتی ہے؟

جواب ۱۲۱۔

یقیناً بابرکت ہے اور باعثِ اجر و ثواب بھی۔ لیکن قرآن کے مقصد اور اصل فائدے کے مقابلہ میں یہ فائدہ ایسا ہی ہے جیسے ایک بنیاد میں روپے کے نوٹ میں دو پیسے کا سودا باندھ کر گاڑ لیا کہ کوئی دے۔ یقیناً نوٹ نے پڑا کے کاغذ کا فائدہ دیدیا۔ لیکن اصل فائدہ جو نوٹ کو بھنا کر اس کی ردی خریدنے اور اس سے پڑیاں باندھنے میں مل سکتا تھا فانیع ہو گیا۔

یہ ہم ان لوگوں کے لئے کہہ رہے ہیں جو قرآن کھنڈے اور سیکنے کی پوزیشن میں ہو کر بھی نہ سمجھیں نہ سمجھیں بلکہ صرف تلاوت پر اکتفا کریں وہ لوگ یا عزتیں جو سمجھنے اور سمجھنے کے وسائل سے ہی محروم ہیں اس مثال سے نہ خارج ہیں۔

سوال ۱۲۲۔ (ایضاً)

ہمارے بھائیوں میں جمعہ مسجد ہے مگر اپنے محلے کے چند افراد جمعہ کی نماز الگ چھوٹی مسجد میں پڑھتے ہیں۔ چھوٹی مسجد میں بھی نماز جمعہ کیلئے ایک جماعت ہو جاتی ہے۔ چھوٹی مسجد ہمارے گھر کے نزدیک ہے کیا ہم جمعہ کی نماز اس چھوٹی مسجد میں ادا کر سکتے ہیں؟

یہاں پہ ایک مسجد کا پیش امام ہے۔ اور وہی عیدین کی نماز پڑھتا ہے۔ فارسی یا عصر بنی اور نیات سے بالکل ناواقف۔ موروثی طریقہ سے گویا امام ہے۔ قرآنِ قرآن نہیں جانتا چند چھوٹی سورتیں یاد رکھتا ہے۔ پورا حال صوم و صلوة کا بھی نہیں ہے۔ عیدین نماز کے موقع اور صبح پر پڑھے پڑھے علماء اور قاری اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو آتے ہیں جو طوعاً و کرہاً اس کے پیچھے نماز دوگانہ اس خیال سے پڑھتے ہیں کہ چلو یہ فرض نسا نہیں ہے۔ لہذا نسا کی صحت و فساد کا ذمہ دار اور تکمیل عند اللہ ہی امام ہوگا۔ اور وہ کہتا ہے کہ امامت نہ چھوڑوں گا۔ کسی کا بھی پاس ہے تو میرے پیچھے نماز پڑھے۔ آیا ایسے پیش امام کے پیچھے نماز عیدین علماء یا عوام کی صحیح ہے یا نہیں۔ اور اگر پڑھی جائے تو اعادة ضروری ہے یا نہیں؟ مجد احمد نماز پڑھنے سے فتنہ کا اندیشہ ہے۔

جواب ۱۲۲۔

معلوم نہیں اس امام کے پاس ایسی کونسی طاقت ہے کہ عوام خواص اس سے نیر اور متنفر ہوتے ہوئے بھی اسے نہیں ہٹا سکتے ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ اور جو پڑھ لی گئی اس کا اعادة ضروری نہیں۔

سوال ۱۲۳۔ (ایضاً)

یہاں ایک سید شیعہ ہے وہیں ہے جو اس مہرم کو ہر ایک سال میں تابت اور دلہل ہاتھی ہوتے خود ساختہ بنا تا ہے اس شہر کے چند عوام جاہل لوگ دلہل بنوانے اور پیٹنے اور اس سید کے گھر سے وہ سب خرافات اٹھا کر قبرستان تک لے جانے وغیرہ۔ دو چار در سا بھی اور مدگار رہتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اس سید یا ان مدد دینے والی سیدین لوگوں کا جنازہ عند الشرح پڑھا جا سکتا ہے۔ اور ان کی عوامی جو بالکل بے نماز اور اکثر عیبی رہتے ہیں ان کے ہاتھ کی مسدوبہ کھانے سے متنفر ہیں۔

جواب ۱۲۳۔

ان برصیبوں کی نماز جنازہ تو اور بھی ضروری ہے کیونکہ یہ بہت زیادہ محتاج دعا ہیں۔ جو زیادہ بھوکا ہو اسے خصوصیت سے روٹی دینی چاہئے۔ نماز جنازہ سوائے کافر و شرک کے ہر ایک

جواب:۔

ایک شہر میں دو مسجدوں میں نماز جمعہ جائز ہے۔ لیکن اگر شہر بہت چھوٹا ہے یا اس قلعہ کی بنیاد میں باہمی مناقشات کا فرما ہے تو اس کی اصلاح کرنی چاہئے۔

سوال:۔ از محمد علی - چنڑا۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس کے گھر میں تصویر یا کتھا ہو اُس کے گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے۔ مذکورہ بالا حدیث کے اعتبار سے دریافت طلب یہ ہے کہ آج کل بہت سے رسالے اور کتابیں ایسی شائع ہوئی ہیں جس میں کسی نہ کسی جاندار کی تصویر ضرور ہوتی ہے۔ اگر ان تصاویر کو کتابوں سے جدا کیا جائے تو کتاب خراب ہو جاتی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ مبدار کرنا محال ہو جاتا ہے۔ لہذا مطلع فرمایا جائے کہ اس کی تلافی کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

جواب:۔

کیا ضروری ہے کہ ایک مسلمان تصویر دار رسالے اور کتابیں ضرور ہی دیکھے اور حفاظت سے رکھے۔ اگر بعض صورتوں میں ان تصویروں کو علیحدہ کرنا ممکن نہ ہو تو ایسی کتاب یا رسالے کو خود سے جدا کرنا بہتر ہے۔

سوال:۔ (البعث)

اگر دنیا میں انسان کا زیادہ محبوب کوئی ہو سکتا ہے تو وہ اس کی بیوی ہو سکتی ہے۔ بیوی سے اتنا زیادہ تعلق ہے کہ شوہر کے لئے بیوی کا اور بیوی کے لئے شوہر کا ہر ایک پوشیدہ جم بھی دیکھنا چاہتا ہے۔ ماں باپ کو بھی یہ حق ہوتا ہے کہ وہ اپنی بڑی اولاد کا ستر دیکھے۔ مگر جب کہ بیوی مر جاتی ہے تو شوہر اس طرح غیر ہو جاتا ہے کہ بیوی کے مردہ جسم کو چھو بھی نہیں سکتا۔ آخر اس میں وہ کونسی چیز مانع ہو جاتی ہے جس کے سبب مرد کو اپنی بیوی کی لاش قبر میں اتارنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

جواب:۔

یہ غلط ہے کہ دنیا میں انسان کے لئے سب سے محبوب ہستی بیوی ہے۔ اولاد کی محبت زوہدین کی قیمت سے کہیں بڑھی ہوئی ہے۔ ایک دوسرے کے جہانی حقوق نظری ضروریات کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ نہ کہ محبت کی دلیل۔ جس طرح ایک مختال بادشاہ سلامت

کے ننگے بدن کو چھونے کی دلیل سے زبردستی چپکا رہے زیادہ شہر نہیں بن جاتا اسی طرح ستر دیکھنے کا حق زوہدین کی محبت کو دنیا بھر کی محبت سے اونچا درجہ نہیں دے سکتا۔

اس بحث سے ہٹ کر اصل مسئلہ یہ ہے کہ تعلق کی کوئی زنجیر کتنی ہی مضبوط ہو جب اسے علیحدہ کر دیں گے تو تعلق آپ ہی آپ ختم ہو جائے گا۔ اس کے مقابلہ میں تعلق کی ایک کمزوری زنجیر ایک دھاگہ کی لٹھی ڈھونڈا اگر ذریعہ تعلق ہے اور وہ علیحدہ نہ ہو تو رشتہ تعلق باقی رہے گا۔ زن و شوہر کے باہمی رشتہ کو آپ کتنا ہی مضبوط مان لیں، کیسی ہی آہنی زنجیر ان کے گرد لپیٹ دیں لیکن یہ آپ جانتے ہیں کہ اس آہنی زنجیر کا اتصال "کلیج" کے حلقے میں ہوا ہے۔ خون یا قرابت کا کوئی اور حلقہ موجب تعلق نہیں ہے۔ جب موت کے مضبوط ہاتھوں نے حلقہ نکاح توڑ دیا اور درمیان کی آہنی زنجیر کی کڑیاں الگ ہو گئیں تو اب یہ پہنچے کیا حاصل کہ زنجیر بہت مضبوط تھی!

خون کے رشتے موت نہیں توڑ سکتی۔ لیکن نکاح کا حلقہ اگر موت سے نہ ٹوٹے تو کسی عورت کو شوہر اول کی موت کے بعد نکاح نامی کا حق نہ مل سکے گا۔ یا تو یہ کہنے کہ موت نے عورت کو "بیوی" کے منصب سے نہیں ہٹایا۔ بلکہ اب بھی رشتہ نکاح قائم ہے تو اس صورت میں اسلام اور عقل اور دنیا بھر کے معقول آئینوں کی خلاف شوہر کی موت کے بعد عورت سے دوسری شادی کا حق چھین لینا پڑے گا۔ کیونکہ جب عورت کی موت سے نکاح نہ ٹوٹتا تو مرد کی موت سے بھی نہیں ٹوٹے گا اور نکاح نہ ٹوٹتا تو ایک نکاح کی موجودگی میں عورت کے لئے دوسرا نکاح دنیا کے کسی معقول آئین میں درست نہیں ہے۔

یا پھر کہنے کہ موت سے نکاح ختم کر دیا۔ تب شوہر کے لئے وہ حقوق ہرگز تسلیم نہ کئے جائیں گے جو شوہر رہتے ہوئے مسلم تھے۔ مگر ہم کے جسم کو ہاتھ لگانا مسلمان مرد کے لئے درست نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ مروجہ بیوی یا محرم ہی ہوگی۔ لہذا شوہر کو کوئی شوہر نہ حق تسلیم دیکھا جائے گا۔

سوال:۔ از عبد السبحان - دہلی۔

اگر کوئی اماں اپنی نماز تنہا ادا کر لیتا ہے جب کہ چند فقہی

زیادہ کچھ نہیں۔ کچھ میں نہیں آتا ضرورت و مصلحت کی مجبوریوں کو
فوقیت دیں یا امر شرعی کو۔ شریعت تو مالِ زکوٰۃ کو بغیر تملیک کے
مسجد تک میں صرف کرنے کے خلاف ہے۔ آپ براہِ کرم کسی
بڑے دینی مدرسہ کو اپنا سوال لکھیں اور مفصل جواب منوم کریں
سوال: — (ایضاً)

ایک گاڈن میں سجد آبادی سے دور ہے۔ برف اور بارش
میں مسازیلوں کو رماں جلنے میں تکلیف ہوتی ہے، اگر اس مسجد کو
وہاں سے اٹھا کر گاڈن میں ہی تعمیر کیا جائے اور اس پہلی جگہ کو
جہاں مسجد بکھڑی تھی وہاں تھوڑا اجلائے تو جائز نہی یا نہیں؟
جواب: —

مسجد کو اٹھانے کی ایک ہی رہی۔ آپ کا مطلب غالباً یہ
ہے کہ اسے توڑ کر اس کی اینٹیں اور درجہ سامان استعمال منتقل کر لیں
ایسا کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔ مسجد کی پہلی جگہ کو وہاں تھوڑا
دینے کا مطلب یہ ہو گا کہ کچھ دلوں میں دلوں کوئی اور عمارت بننا
یا کسی اور کام میں لے لیا جائے یا لوگ پاخانہ ڈالنے لگیں یا گدھے
گھولنے خریدتے پھریں۔ ایسا نہ ہونا چاہئے۔

سوال: — (ایضاً)

تشریح میں سردی شدت کی ہوتی ہے۔ مسجدوں میں ایک
حصہ بے عمدہ رکھا جائے جس میں غسل خانہ وغیرہ ہوتا ہے جو لکڑیا
جلانے سے خود بھی گرم ہو جاتا ہے۔ اور وضو وغیرہ کرنے کے گرم
پانی بھی ہوتا کرتا ہے۔ اگر مسجد آٹھ کو سج نہ ہو کہ اس میں عیساء اس
جنم کا انتظام کیا جائے اور اگر نمازیوں میں بھی اس قدر بہت نہ ہو
کہ دوسری جگہ اس کو تعمیر کر سکیں۔ اگر مسجد میں ہی اس کام کرنے
انتظام کریں کیا جائتا ہے؟

جواب: —

مسجد میں سے کیا مراد ہے؟ اگر یہ مقصود ہے کہ صحن
مسجد یا اللان مسجد میں غسل خانہ بنے تو نہایت غلط ہے۔ ایسا کیجئے
کہ مسجد کے ایک مختصر حصہ کو، اگر ممکن دیکر غسل خانہ بنا ڈالو۔
سوال: — از عبد الوہاب۔ گیا۔

فقہی مولانا، اسلام علیکم۔ آپ نے سوال ملاحظہ فرمائیے
تجلی بابت، اہ اپریل ۱۹۵۷ء کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ "در قرآن"

وضو کر رہے ہوں اور مسجد کے اندر یہ پہلی جماعت ہے، اندرون سے
شرع تین اس امام کا یہ فعل کیسا ہے؟ نیز شرعی طور پر انتظار عمت
یا کثرت جماعت کے لئے چار پانچ منٹ کی تاخیر کرنے میں کیا قیامت
ہے؟ انگلی ہی پر ہے میں اس کی اشاعت کر دی جائے تو بہت
منون ہوں گا۔

جواب: —

امام کا یہ فعل نادرست ہے۔ ہاں عملاً انتظار و تاخیر ٹھیک
نہیں۔ ایک وقت نماز کے لئے متعین ہونا ضروری ہے۔ بس
متعین وقت پر یعنی بھی حاضر ہی ہو جائے جماعت کر لیتی چلے۔
اگر ٹھیک وقت کا تعین کئے بغیر زمانہ کچھ منٹ لوگوں کا انتظار
پر صرف کئے جائیں تو اس میں کئی طرح کی تباہیوں ہیں۔ اول تو
لوگ پابندی وقت پر توجہ دینے کی بجائے دیر میں بے عسادی
ہو جائیں گے۔ دوسرے مختلف لوگوں کو وقتاً فوقتاً شکایتیں پیدا
ہونے لگیں گی کہ صاحبِ فلاں وقت ہمارا انتظار کیوں نہ کیا۔ فلاں
کا انتظار اتنی دیر کیوں کیا وغیرہ۔ آذان کی شکل میں جماعت کی
منادی کی جا چکی اور ضروری کاموں میں مصروف لوگوں کو مسجد
تک آنے کے لئے آذان و جماعت کے درمیان کا وقت بھی مل گیا۔
اب اگر کوئی دیر کرتا ہے تو اللہ کی ناز اس کے انتظار میں مؤخر
ہونی چاہئے۔

رہی وہ صورت جو آپ نے امام کے تنہا پڑھ لینے کی بیان
کی تو وہ بقیث مذہب ہے۔ کیونکہ وضو کرنے ہوئے لوگوں کا چند
منٹ انتظار کرنا اور جماعت میں ہی علم و فہم چیز کو چھوڑ کر تنہا
نماز پڑھ لینا دماغی بحران کے سوا کچھ نہیں۔

سوال: — از محمد اسحاق۔ شوپیان (تشریح)

ایک دینی مدرسہ کے اخراجات میں زکوٰۃ لگائی جائے جو
مدرسہ بلاگر انٹل چل رہا ہو اور میں امیر و وزیر سب تعلیم حاصل
کرتے ہوں تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب: —

مالِ زکوٰۃ کو مدرسوں وغیرہ میں صرف کرنے کے لئے مدارس
اسلامیہ جس طرح کے چیلے کرتے ہیں، انھیں ہر وجہ مجبوری کوئی جواز
کہہ لے تو کہہ لے، لیکن حقیقتاً وہ جگہ سازی اور خود شہری سے

انمول ہیکر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انسانیت کے عرسِ عظیم، خدا کے آخری پیغمبر، سردارِ دو جہاں، بادیِ برحق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(۱) فرمایا۔ جس شخص نے میری امت کے بگاڑ کے وقت میری سنت کو اپنا رہنما بنایا، اسکو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (بیہق)

اس فرمانِ ہمارے کے علیٰ الرغم ”ہل قرآن“ کہتے ہیں کہ سنت کوئی چیز ہی نہیں، بظاہر وہ آنحضرت کی تعریف اور ان کی صداقت و دیانت کا مکتبِ احتراف کرتے ہیں تاکہ اپنی ایساں انھیں سبے دین نہ سمجھیں، لیکن تمام ذخیرہ حدیث کو مشکوک اور ناسابلی اٹھاؤ، تمیر اگر اور قرآن ہی کو واحد رہنما قرار دیکر وہ عملاً سنت کے ابوانِ مقدس کو زمین بوس کر دیتے ہیں، کیونکہ جن دلائل پر سنت کے علم کا مدار ہوا انھیں کو غیر معتبر ٹھیرا دینا سنت سے انحراف کے مراد ہے۔

(۲) فرمایا۔ تم اپنی جانوں پر سختی نہ کرو ورنہ اللہ بھی تم پر سختی کریگا، ایک قوم دینی استسمائل ہے، اپنی جانوں پر سختی کی تھی، اللہ نے اس پر سختی کی، پس آج جو لوگ مسیحیوں اور دیارِ کفر و بد نصاریٰ کے عبادتِ ظالماں میں پائے جاتے ہیں یہ انھیں لوگوں کی یادگار اور بقایا ہیں، یہاں نیتِ ذنوب دینا، کو انھیں لوگوں نے ایسا دکھایا تھا، ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی (ابو داؤد)

حدیث کے آخری مشکوٰۃ سے معلوم ہوا کہ اپنی جانوں پر سختی کرنے سے مراد ریاضت و مجاہدہ ہے جو کہ پہلے ہی یہود و نصاریٰ کے بزرگوں میں سے اکثر کا طریقہ رہا ہے، اور اگر کبھی بعض فرعونوں کی طرحی مثالیں پائی جاتی ہیں، اللہ نے انسان کی خصلتِ جبلت میں جو عکس

قسم کے تقاضے رکھے ہیں جنھیں آجکل کی اصطلاح میں ”بیموک“ کہا جاتا ہے، غدا فی بيموک، یعنی بيموک وغیرہ ان تقاضوں کو اللہ کے شانے ہوسے جائز طریقوں پر پورا کرنا چاہئے نہ زبردستی دبانا اور کھپانا، اور اللہ تعالیٰ کی سچائی ہوتی نفسِ کائنات سے منہ موڑ کر کوہوں میں عبادت گزار دی اور ریاضت و مجاہدہ کو ہی شکلِ مذکورگی بنا لینا، اسلام کے نزدیک پسندیدہ و محمود نہیں ہے، وہ عبادت کے وقت عبادت، آرام کے وقت آرام، مجاہد کے وقت مجاہد چاہتا ہے، وہ جبلت کے مطالبات کو کچل نہیں، من سب طریقوں پر پورا کرنا چاہتا ہے۔

(۹) فرمایا۔ ایک تقسیمہ عالم دین (زیادہ سخت سے شیطان پر ہزار عابدوں سے (توصیفی، ابن ماجہ)

اس حدیث سے ان شخصوں کے مرتبہ و مقام کا پتہ چلتا ہے جن میں سے ایک صبح و شام صرف عبادت میں مشغول ہے اور دوسرا اللہ کے دین کو پھیلا رہا ہے، لوگوں کو علم دین سکھار رہا ہے، یہ شہید کرنا چاہیے کہ عالم دین عبادت نہ کرے صرف زبانی تبلیغ و تعلیم سے ہی عابدوں پر وقت لے جاتا ہے، نہیں، فرائض و واجبات کا تارک، تو اسلام میں کسی مرتبہ و مقام کا سنی دار ہے ہی نہیں، مراد ہے کہ جو شخص غرض عابد ہو بلکہ عبادت کیساتھ دین کی تبلیغ و تعلیم کا کام بھی کرتا ہو وہ اس شخص سے بہت بہتر ہے جو صرف عبادت کرتا ہو اور تعلیم سے بے تعلق ہو۔ شیطان کے لئے وہی شخص زیادہ ہر دوسے جو نیکی کاموں میں زیادہ سرگرم ہوا اور کسی کو زیادہ سے زیادہ پھیلائے۔ صرف عبادت کو قبول اپنی ذات کے لئے کتنا ہی ثواب کما لے لیکن دوسروں کو

سوف

(۴) ایک مرتبہ آپ کا گزردو جلسوں میں ہوا جو مسجد میں منعقد تھیں، ایک عبادت گزاروں کی تھی دوسری اہل اسلام کی، آپ نے فرمایا :-

”دونوں جلسوں نے بھلائی پہنچائی لیکن ان میں ایک بہتر ہے دوسری بہتر جو عبادت، سیر، عمرہ، حجاب اور خصلت کے سلسلے میں اپنی خواہشات و ضروریات کا اظہار کر کے دعا کر رہی ہے خواہ اس کی دعا مقبول ہو یا نہ ہو، اس سے بہتر یہ دوسری مجلس ہے جو علم حاصل کر رہی ہے اور بے علموں کو تعلیم دے رہی ہے، یقیناً یہ بہتر ہے یہی سب سے، اور میں بھی مطمئن بنا کر بھی گیا ہوں۔“

یہ کہہ کر آپ اہل علم کی مجلس میں بیٹھ گئے (دوسری)

جیسا کہ اکثر اسلامی اصول و فروع سے ثابت ہوتا ہے کہ دوسروں کو رشد ہمارے اور دینی فائدہ پہنچانے والے اعمال چھوڑنا اور پسندیدہ ہیں، ویسا ہی اس حدیث سے بھی ثابت ہے، اللہ کے سامنے حمد و ثناء سجدہ و زہد رہنا اور تمام اوقات فرصت کو اٹھاتا زندگی کے لئے وقف کر دینا پسند ہے کی اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے کتنا ہی مفید کیوں نہ ہو لیکن علم دین سیکھنے اور رکھانے میں چونکہ دوسروں کو بلا سیتا اور مراط مستقیم کی رہنمائی ملتی ہے اور اسلام کو وسعت و اشاعت حاصل ہوتی ہے، اس لئے عیسیٰ عمام عبادت شریعہ کے مقابل میں زیادہ باعث ثواب اور افضل و اعلیٰ ہے، حقیقت یہ ہے کہ شرعی فرائض و واجبات تک ”عبادت“ کے لفظ کو محض اصطلاحاً محدود رکھا جاتا ہے، اور نہ مومن کا ہر کام اور ہر قدم عبادت ہے بشرطیکہ اطاعتِ بندگی کے جذبہ سے ولی سرشار رہے۔

(۵) فرمایا :- ایک زمانہ آئے گا جب اسلام کا صرف نام ہی باقی رہ جائے گا، اور قرآن میں صرف نقوش باقی رہ جائیں گے، مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی، علماء زیرِ فلک اپنے والی تمام مخلوق میں بدتر ہوں گے، انہیں سے دین میں فتنہ پھیلے گا، اور انہیں میں لوٹ آئے گا (بیعتی)

خود فرماتے ہیں کہ یہی وہ زمانہ تو نہیں ہے، کسی قوم یا امت کا بگاڑ اور اور رشد ہمارا اس کے اہل علم پر منحرف ہے، علم ہی انسان کو صلاح و فلاح کا راستہ بنا تا ہے، اگر علماء پر انہیں پرستی

اس سے کوئی نشانہ نہیں پہنچتا، اس کے برخلاف ایک فقہیہ دعا عالم کی ذات سے دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچتے ہیں، بھلائی کی ترویج ہوتی ہے، برائیوں کا بول بھال ہے جیسا کہ ایک سابقہ حدیث میں بیان ہو چکا، تبلیغ سے متاثر ہو کر نیک عمل کرنے والوں کی نیک عملی بھی مستلک کے لئے باعث ثواب ہوتی ہے، عابد تو صرف اپنی عبادت سے ثواب کماتا ہے، عالم و فقہیہ کو دوسروں کے اعمال سے بھی ثواب ملتا رہتا ہے۔

شیطان کے لئے ان لوگوں کو پہنکانا اور کافی آسان ہوتا ہے جو کافی علم و بصیرت کے بغیر کسی عقیدے پر قائم ہو رہے ہیں، لیکن جو لوگ علم و بصیرت کے ساتھ کسی مسلک اور عقیدے کو اپناتے ہیں ان کو پہنکانا اور اندگرا کرنا شیطان کے لئے تیرھی کھیر ہوتا ہے۔

اسی لئے مجزویت، منسوب عالی اور بے بنیاد تصوف شریعت اسلامیہ میں ادنیٰ مقام نہیں رکھتے، اسی لئے قرآن بار بار تدریجاً و تکراراً حکم دیتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ لوگوں و مردان پیش کرتا جو جذبہ جنوں کی اضلیت اور توصیف میں ہمارے بعض شعراء اور مصنفین جو حد سے آگے نکل گئے ہیں اور عقل کو حقیر و نا محکم ٹھیرا دیا ہے، حقیقت میں جن بیان اور فریب نگارش کے سرا کچھ نہیں ہے، رسالت جو انسانیت کا سب سے بلند و اعلیٰ مقام ہے، جنوں کے ہمیں عقل کے راستے سے، مقام محمود یعنی اللہ تک پہنچاتی ہے، دین میں چند شاخہ مقامات کے علاوہ کوئی مقام بے عقلی اور بے شعوری کا نہیں، جہاں وہ قتال میں صواب کریم وغیرہ کی مجز و بانہ سرشاریت اور حیرت انگاہاں بازی و جاں سپاری کو یا اہل اللہ کی کیفیتاً جذبہ جنوں کو جنھوں نے عقل کی حدود سے نکال کر خالص جنوں کے تابع سمجھ لیا ہے، انھوں نے دھوکا کھایا ہے، اسی مثالوں میں فی الحقیقت ”حکیم اہلی“ اور کار فرما قرابت فاعل ہی ہے، جذبات کی بلند عمارتوں کی دیواروں میں عقل ہی کے ستون پر کھڑی ہوتی ہیں، اگر یہ ستون نکال لیا جائے، اگر اسسٹن ہو کر کوا لک کر دیا جائے تو جذبات کی عمارتیں ٹھکے بن آئیں گی اور نہ ان میں تو اسلام انہیں مدد و شریعت سے باہر کر دے گا، الگ بات ہے کہ جنوں کو اپنے حقیقی مہموم سے ہٹا کر کسی خاص تعبیر و مصداق سے وابستہ کر لیا جائے۔

ہواد (بوداؤد)

یہ ہے اسلام کے عہدہ داروں کا معیار دیانت اور
 آجکل یہ آجکل کے عہدہ داروں کا معیار العموم یہ ہے کہ
 کم سے کم وقت میں جتنی دولت کما سکو کماتا جو ڈالی نہ دے
 اس کا کوئی کام مست کر دے جو ڈالی تو ایسے اس کے خلاف قانون
 مخالفت بھی ہونے کو دے، جب حملے کے لئے وقتاً فوقتاً
 غلہ خواہ بھی کسی کو جن بھیدہ کسی کو ہواد اور کسی کو عدالتوں کے
 چکر کھانا ڈے۔

(۸) فرمایا:۔ گانا اس طرح دل میں لٹاق پیدا کرتا ہے
 جس طرح پانی تھپتی کو آگا کہے دھیتے،

اور قرالی کے تال سر دل پر چھوٹنے والے فرماتے ہیں کہ
 گا ناغلائے روحانی ہے، قُرب فلا و تری کا ذریعہ ہے۔

موسیٰ نہ صرف ہمارے بھارتی کلچر کا مقدس جز ہے، بلکہ
 آرٹ کی حیثیت سے فی الحال ہمارے پیشوائے عالی مرتبت مولانا
 ابوالکلام آزاد صاحب کی نائید میر سرتی بھی اسے حاصل ہے۔
 غیر مسلمین کے لئے تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ان کے اطلاق دعوات
 اور کلچر کی قد میں ہی الگ ہیں، لیکن اہل اسلام میں سے جو لوگ
 ترقی پسندانہ نقطہ نظر سے موسیقی کے آرٹ کو سراہتے ہیں، انہیں
 یا تو یہ حدیث نہیں پہنچی اور اگر پہنچی ہے تو انہیں اس کی صداقت
 پر یقین نہیں۔

فضائل رمضان

اس کے فضائل اس کے آداب اس کی برکت و عظمت
 اس کے مسائل وغیرہ تمام تفصیلاً لکھے گئے کتاب "فضائل رمضان"
 طلب فرمائیے، قیمت صرف ۱۲۔

شکوہ، جواب شکوہ | علامہ ڈاکٹر اقبال کا شکوہ، اور جواب شکوہ
 مع تراذ و دعا، معنی درجہ کی رنگین خوش نما
 چھپائی اور سفید کاغذ پر چھپنے سے سائز میں قیمت ۱۶۔

میزان حقوق | عورتوں مردوں ذنب و شوہر
 اور اولاد والدین وغیرہ کے باہمی حقوق
 کی شرعی تفصیل، قیمت ۱۲۔

مفاہیر سرتی اور خود سرتی غالب آجائے تو ان کا علم بجائے صراحتاً مستقیم
 کے گراہی کی طرف لیتا ہے، آج ہمارے علماء کی اکثریت
 دنیا پرستی اور جاہ طلبی کی جن پستوں میں گری ہوئی ہے وہ اپنی نظر
 سے پوشیدہ نہیں، مسجدوں میں نمازی آتے ہیں لیکن ان کی عمام
 زندگی مسجدوں کو صحیح معنی میں آیا د کرنے والے مومنوں کی زندگی نہیں
 ان کے قلوب غلوں و دیانت اور خدا پرستی کے جذبہ خالص کی
 بجائے دنیاوی پیش پیش کی خواہشات، عزت و دولت کی طلب
 آپس کے بغض و حسد، دجل وریا، فریفت خود غرضی کے اسیر ہیں،
 نام کے مسلمانوں کی تعداد عہد نبوی اور دور صحابہ سے بے شمار زیاد
 ہے۔ لیکن قرآن و سنت کے معیار پر پورے اتارنے ملے مسلمان
 عقلمند ہیں یہی وجہ ہے کہ دنیا میں ذلیل دروہا ہیں، ضعیف و
 حقیر ہیں۔

(۶) فرمایا:۔ جس شخص کو لوگوں کا حاکم بنایا گیا، گویا
 اس کو بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا (اصحد تومنی، ابوداؤد، ابن ماجہ)
 یہ ہے اسلامی جمہوریت میں حکمرانوں کے لئے بنیادی
 ذہنیت اور اصولی تسلیم یہی فرمان مہارک تھا جس کے پیش نظر
 ابوحنیفہ، ابو یوسف، مالک، شافعی، حنفی اور تاجیہ میں ایسے
 علماء کی مثالیں بہت ہیں جو حاکم بنائے جانے کے ہر موقع سے
 دور بھاگے۔

اس کے مقابلہ میں آج کی نام نہاد جمہوریت کا عطا
 کردہ معیار حکمرانی دیکھنے عہدے حاصل کرنے کے لئے خود ہی لوگ
 آگے بڑھتے ہیں اور عوام کی نگاہ میں خود کو بہترین سیاست دان
 تو م کا یہی خواہ، منصف، نیک، صالح ثابت کرنے کے لئے
 دولت پائی کی طرح بہہ لاتے ہیں، مکروہ فکے حربے استعمال
 کرتے ہیں، جبر و طاقت کام میں لاتے ہیں، اور آخر کار جب
 عہدہ مل جاتا ہے تو لوگوں پر جبری بھروسے کے مظالم ڈھاتے ہیں، تجویزیاں
 بھرتے ہیں، اپنی فلاحی منواتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے حاکموں کے شر سے
 ہی نوز انسان کو محفوظ رکھے۔

(۷) فرمایا:۔ جو شخص کسی حاکم یا امیر سے کسی سفارش
 کرنے اور پھر اس حاکم کو بھیدہ بھیجے اور حاکم اسے قبول کرے تو حاکم کا
 فیصل ایسا ہے گویا وہ ایک سود کے بڑے دروازے میں داخل

تھوڑے تھوڑے جبرے ساتھ نہ ہوتے۔

آخر کار تیسرے دن رضانی خاں سے نہ رہا گیا۔ ٹوک ہی پڑے۔۔۔

”اے بھائی یہ کیا کفر بکتے ہو؟“

”میں نے ایک بار پورا وظیفہ دہرا کہ عرض کیا۔۔۔“

”کفر کیا ہے؟“

”بوتے۔۔۔ پیر فقروں کا مذاق اڑاتے ہو اور فحش میں مشرور“
تھوڑو پہلوان اکدم بھڑک اٹھا۔۔۔

”مشرکے تیرا باپ ا“

”میں نے روکا۔“ چپ رہو بھیا۔ بات کو سمجھنے دو۔“

اس کے بعد میں مع اپنے دونوں فیملیوں کے رضانی خاں کی چار پائی پر بیٹھ گیا۔ اور ان کے خدا ہم بھی سمجھ کر بیٹھے۔ اس پاس کے کچھ لوگ جوتے پر جمع ہو گئے۔ اچھا خاصا جلسہ لگ گیا۔

اب میں نے نرمی اور ادب کے ساتھ پوچھا۔۔۔

”آپ کا مطلب میں نہیں سمجھا رضانی بابا ا“

”قرابا۔۔۔ بھائی امریکہ اور روس کی دہائی تو کفر ہے۔ یہ سب

تہیں کس پیر نے دیا ہے؟“

میں نے عرض کیا۔۔۔

”خدا کو پکارتے پکارتے تو تھک گیا ہوں سنا ہی نہیں

معلوم ہوتا ہے سو گیا ہے۔“

”تو بڑا کرو تو یہ۔۔۔ خدا کبھی نہیں سوتا۔ وہ سب کی سنا ہے“

میں نے جلدی سے کہا۔۔۔

”تیب آپ روز فارما ہا پر گیا اور خواجہ اجیری وغیرہ لوگوں

پکارتے ہیں؟“

نہر آیا۔۔۔

”اُن کا کیا بات ہے۔ مولد کے مقرب ہیں۔ فیض والے ہیں

طاقت والے ہیں۔“

میں نے کہا۔۔۔

”بات یہ ہے اب سائنس کا زمانہ ہے۔ خدا کے سوا اگر کسی

کچھ لگتا اور مدد لینا ہے تو امریکہ سے یا یہاں اس کا ستون کون ہے

لگو کریں کہ پیارے دوست آہستہ آہستہ امانی ڈیر آہستہ ایشیا لگ کر آہستہ

.....

الرجون ۱۹۵۲ء۔۔۔ میاں رضانی خاں سے میں کبھی کاٹنگ نہ کیا۔ جب

بھی حضرت میرے چوتھے کے سامنے گذرتے ڈکاروں کی جھل میں یہ والہانہ ارشادات سنائی دیتے۔۔۔

”یا اللہ تو ہی ہے۔ یا صاحب یا خواجہ اجیری رحم فرما۔“

یا مولا خیر بے لوز حق تو.....“

یہ جیسے وہ اس انداز سے کہتے گذرتے جیسے اُہی صوفیت میں عشقِ ثنائی العجب ہیں اور دنیا و مافیہا سے بے خبر و جانیت کے ساتویں آسمانوں پر اُڑ رہے ہیں۔ بدھو گل خیر و اور کچھ پھیر و پھیر انھیں دیکھ کر ادب سے ایک طرف کھڑے ہو جاتے ہیں جن کی بڑی دروازہ میں کھڑی سوچتی ہو نہ ہو خواجہ اجیری نے اسے میری ہی مراد پوری کرنے بھیجا ہے پورے گا تو اسی کے کھڑے لیکن اور بھی بندو خدا بخش وغیرہ نہ جانے کیا کیا سوچتے ہوں گے۔ مگر خاکسار ملا ابن العرب کی کا یہ حال ہوتا کہ جہاں دور سے ان کی دکھار کاؤں میں پڑی اور اچکے ہوئے حق کا دم پیچ میں رک گیا۔ چار پائی میں کھٹل کاٹنے لگے۔ داغ میں انگارے سے دیکے اور جی میں آیا کہ دوڑ کے اُن کے منہ پر ہاتھ رکھ دوں مگر اپنے سوکھے ہونے بازو دیا کا ہتھ بڑا اُن کے موٹل جیسے پڑے ہونے بازووں اور کئی سواچ چوڑے سینے سے کرتا تو دل موسس کے رہ جاتا۔

آخر سوچتے سوچتے یہ کیا کہ حضرت روزانہ بعد غشاء اپنے چوتھے پر گھنٹہ بھر بیٹھے۔ گل خیر وغیرہ پیر دانتے سینہ دھاسر کی مالش کرتا۔ خاکسار کٹر بھولو پہلوان اور محمد تیرا تھی پہلوان کو ساتھ لے آدھر سے گذرا۔ درہی سے دس ڈیو کار ملی ہوئی کا لہرو لگایا اور گلے کی پوری طاقت سے عرض کیا۔۔۔

”یا پیر دستگیر امریکہ کرم کر۔ یا خواجہ روسی مدد فرما اہم کم حق تو.....“

رضانی خاں چونک پڑے۔ خادموں نے بھی گردنیں بھاریں میں شان بے نیازی سے برابر اپنا وظیفہ دتا گذر گیا۔

دوسرے دن پھر بھی کیا۔ یقیناً وہ لوگ میری پڑیا چاہتا اگر میرے پیرا کئی دوست بھولو اور خیراتی مست ہاتھیوں کی طرح

یہ روح کے پیدا ہوں گے۔

سچ ہے پیرا نئی بڑے لوگوں کو بڑے بڑے معاوضے دینے کے لئے اگر سفارت دوزارت کی جاگہ خالی نہ ہو تو حساب کتاب کا کام تو بہر حال موجود ہے۔ ایک کمیشن آنے والی آبادی کا تخمینہ لگانا ہے اور دوسرا کمیشن یہ حساب جوڑے گا کہ چار ارب آدمیوں کے لئے کتنے گھروں کی ضرورت پڑے گی اور امریکہ کا خیسراتی فنڈ ان سب کی کفالت کر سکے گا یا گھروں بنانے کی مشینیں تیار ہوں گی۔ وغیرہ وغیرہ۔

﴿۱۹۵۷﴾

۱۵ جون ۱۹۵۷ء۔ خدا کے فضل سے یورپ امریکہ اور ہنگری وغیرہ میں ہندوستانی مسلمانوں کے زہر کی مانگ تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

الحمد للہ۔ بھارت کو آج تک کسی بھی مانی تجارت میں اتنا فائدہ نہ ہوا ہوگا جتنا اس تجارت میں ہو سکتا ہے۔ دقت و مہرا چھوڑ دیساں شہروں میں ہی لاکھوں کروڑوں سانپ بستے ہیں کالے۔ بھروسے۔ کوڑیلے۔ اتنے زہریلے کہ ان کے کاٹے کا کوئی منتر نہیں۔ وزیر داخلہ شری سیور ناتند جی نے یو پی اسمبلی میں کہا ہے کہ مسلمانوں میں فرقہ پرستی کا نہر بھر ہوا ہے۔ ان کی ذہنیت سووم ہے۔ غالباً یہ اسی خیال سے کہا گیا کہ انھیں زہریلے قرار دے کر نچوڑنا شروع کر دیا جائے اور مکمل جنگل سانپ کوٹھیلنے کی بجائے نہایت آسانی سے ان شہری مسلمانوں کا زہر یورپ کو سیرانی کر دیا جائے۔

﴿۱۹۵۷﴾

۱۶ جون ۱۹۵۷ء۔ ہندو جہاں سھل کے صدر مشران سی پٹری نے اعلان کیا ہے کہ وہ شدھی کی تحریک کو چلانے کیلئے ملک بھر سے دس لاکھ روپیہ فراہم کریں گے۔

دوسری طرف میسائی مبلغین میں کا کوئی بھی پٹری نہیں کہتا کہ ہم چندہ کریں گے۔ بلکہ اپنی جیب سے خرچ کر کے مفت لٹریچر بانٹتا ہے۔ اور بھیگی بیٹی کی طرح دبا بھینچا رہتا ہے۔ پھر بھی ہمارے سیکولر دین کے کہتا دھرتا عیسائیوں کی تبلیغ کو جارحانہ کارروائی قرار دے کر ان کے ہونٹ سی دینا چاہتے ہیں۔

سب مسلمان۔ تو ان کا نام تسلیم ہے۔ مذہبی تبلیغ تو ایک طرف رہی۔ صرف شہری اور جمہوری حقوق کو عین قانون کے مطابق حاصل کرنے کے لئے بھی اگر وہ کوئی باہمی مشورہ کرتے ہیں تو فوراً ارشاد ہوتا ہے کہ کم بخت فرقہ پرست ہیں۔ مسلم لیگی ہیں خدا نہیں۔ گو بالادینی اسٹیٹس کے خداوندان کرم اپنے دین کے پرچار کی خاطر تو جڑ چاہتے کہتے رہیں سب روا سب بچا ہے۔ لیکن وہ آہستہ آہستہ جن کے دنیوں کی بنیاد بھگوان کی بھیجی ہوئی کتابوں اور اوتادوں پر رکھی ہوئی اخلاق آئین اور معقولیت کی تمام شرائط کے ساتھ ذاتی خرچ پر بھی تبلیغ نہیں کر سکتے۔

یہ صورت حال مرکزی حکومت کو قانون کی نظر میں کسی کچھ ہو اسے تو کیل لوگ اچھی طرح جان سکتے ہیں۔ خاکسار تو صرف اتنا جانتا ہے کہ شدھی کا نعرہ لگانے والے خود بھی اپنے مذہب سے کچھ مطمئن نہیں ہیں۔ بلکہ ڈرتے ہیں کہ اگر ڈنڈے سے کام نہ لیا گیا تو دوسرے مذہبوں کی قندیلوں کے آگے ان کا چراغ نہ جل سکیگا مناسب یہی ہے کہ پیٹے ان قندیلوں کو کھجایا جائے پھر اقتصادی سیاسی اور اعلیٰ قسم کے سامنے دباؤ کمزور اقلیتوں پر ڈالکر نہایت پیشانی سے فرمایا جائے کہ دیکھو ہمارا چراغ سوچ کا باپ ہے ہمارا پھر انیسویں کا روپ ہیں۔ ہماری بات مانی تو روٹی لے گی کپڑا ملیگا پگڑیاں ملیں گی پوری سلوہ ملیگا۔ نہیں مانی تو۔۔۔۔۔ تو بس تو!!

﴿۱۹۵۷﴾

۱۷ جون ۱۹۵۷ء۔ اسپیشل میرج بل پر بحث کے دوران میں ڈپٹی پوزیشن مسلم لیگ کے صدر مشران نے اعتراض کیا کہ اس قانون سے مسلمانوں کے شخصی قانون میں دخلت ہوتی ہے۔ اس پر علیحدہ حضرت بیگم اعجاز سولہ ماہ قبل کے جواب دیا۔

”بالکل غلط۔ اگر مسلمان اس بل کو قبول کرنے میں کسی طرح کا تامل کریں گے تو اس لئے نہیں کہ وہ اس بل کے خلاف ہیں بلکہ اس لئے کہ اسلام نے خود انھیں اس سنگ میں بہت سی آسانیاں دے رکھی ہیں۔“

کیا سمجھے؟

جو۔ کچھ وہ احمق۔ جو سمجھے وہ گھما۔ زیادہ سے زیادہ کوئی

عدالت کا دروازہ کھٹکتا نہیں۔ حالانکہ بھارت میں انصاف کی عدالتیں قائم ہیں۔ بے لاگ سچ زندہ ہیں۔ قانون حق و ناحق فیصلہ کر رہا ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ سفید بھوٹ تراشنے والے ہاتھوں اور شہر میانوں کو محض ان کی اونچی کرسی اور ظالمانہ طاقت کی وجہ سے معاف کر دیا جائے۔ انھوں نے تو سمجھ لیا ہے کہ اپنی قوم کے کثیر فرقہ پرست اور متعصب افراد کو خوش کرنے اور لیڈری بنانے کے لئے کمزور مسلمانوں پر من گھڑت الزامات برابر لگائے جاتے رہیں۔ خندوں کو شہ دی جاتی رہے قتل و غارت کی پشت پناہی کی جاتی رہے۔ اس دوپونگی اس شرارت نفس اس حیوانیت کا واحد جواب یہی ہے کہ مسلمان باہمی تعاون کے ساتھ کورٹ کا دروازہ کھٹکتائیں اور ثابت کر دیں کہ وطن کی ایک سربراہ اور وہ عظیم ممتاز اقلیت پر کھڑا جھانسنے اور بہتان باندھنے کے نتائج کیا ہوتے ہیں۔ اگر کورٹ فیصلہ کرتا ہے کہ الزام لگانے والا جھوٹے ہیں دغا باز ہیں انھیں سزا ملنی چاہئے۔ تب تو ہوشیار کے یہ دور سے خود ہی بنا ہو جائیں گے۔ اور اگر کورٹ فیصلہ کرتا ہے کہ الزامات درست ہیں بھارتی مسلمان سب کے سب فدا و وطن دشمن ہیں۔ تب چاہئے کہ مسلمان اپنے لئے پھانسی کی درخواست کریں یا عرب چلے جائیں بھارت میں کمرہ قضاہ لگانا ناقابل برداشت ہے۔

«(۲۲)»

۲۲ جون ۱۹۵۲ء۔ خبر کا عنوان ہے:-

”سرتقہ شاہ کیڑا مل گیا“

تبرہ لیجے ٹنڈن جی! ایک تو ”سرتقہ“ اور پھر ”شندہ“ وطن دشمنی اور عرب پرستی کی اس سے بڑھ کے مثال اور کیا ہوگی۔ اس اخبار کو سچ اس کے ایڈیٹر اس کا تباہ نگار گل میں ڈبکی دیگر مذمت پھیرے۔ ہندی آشرم کے کہ اسے اور صاف کہئے کہ عزیزم! یہ سرتقہ اور شندہ قسم کی ہینری اب بھارت میں نہیں چلیں گی۔

«(۲۳)»

۲۳ جون ۱۹۵۲ء۔ پینڈت نہرو جی کہتے ہیں کانگریس کی اندرونی حالت شدہ مارے جانے کی محتاج ہے۔

جب فرمایا۔ لیکن ظاہری حالت کے بارے میں علی گاہ کو خوش فہمی کیوں ہے؟ یہ گاندھی کی پ اگر اندر سے چٹک گئی ہے تو باہر سے بھی کم و افکار اور میلی نہیں ہے۔ وہ دن گئے جب اس کی ٹیپ ٹاپ اور استری اندر کے سب کیوں کو چھپانے ہوئے تھی۔ اگر باتوں سے آگے بھی آپ کا کچھ ارادہ ہے تو سٹائٹ صاحبن کا یہ اشتہار ضرور پیش نظر رکھئے۔

”سادت دھلی ہے اعلیٰ دھلی ہے“

«(۲۴)»

۲۴ جون ۱۹۵۲ء۔ پینڈت نہرو نصیحت فرماتے ہیں:-

”جوش و خروش سے کام لے کر جم کو ہندوستان کی تاریخ کے اوراق چند سال تک اور لکھو جاہلیہ“

تاریخ تو لکھی ہی جائے گی چاہے آپ شہستی کریں یا دور لگائیں لیکن پوچھنا یہ ہے کہ من سینا لیس تو پھر سے نہیں ڈھرایا جائے گا۔ قبلہ عالم! آپ جن پر گزریا یہ حضرات کوئی طلب کر کے یہ فرما رہے ہیں وہ اتنے بھولے بھالے نہیں ہیں کہ آپ کی بات مان لیں۔ وہ جانتے ہیں کہ جتنی دیر میں تسلیم نہیں کرنا سچ لکھی جائیگی اتنی دیر میں بلیک مارکیٹ، رشوت اور ٹھیکہ داری کے کئی پلان تیار کر کے بلیک مارکیٹ میں سے کوئی پٹیا یا جاکٹا ہے۔ اور آسنے والا مؤرخ سر بلیک کر رہا ہے پھر بھی ان کی منکوت کے اسرار و رموز کا سراغ نہ لگا سکے گا۔ بلکہ ان کی پچھو دار تقریروں اور کانہہ سی

مضامین مولانا سید سلیمان ندوی

۳۰۲ صفحات پر مشتمل مولانا سید سلیمان ندوی کے خاصا نصاب اور سرکرتہ آثار مضامین کا یہ مجموعہ جتنی فرصت میں مطالعہ کی چیز ہے۔ میں اعلیٰ درجہ کے معلومات سے لبریز مضامین، گویا تین تین مہینے ایک رشتہ میں پروردہ کیے گئے ہیں۔ قیمت للعلہ (مجلد پانچروپے) مکتبہ تحلی دیوبند ضلع سہارنپور درہ پنا

حضرت ابوذر غفاریؓ

رضی اللہ عنہ

از مشیر الحق بحسری آبادی

بیتنا بیتنا

ماخذ :- صحیح مسلم، المستدرک للحاکم، اسد الغابہ، ابن سعد، اصابہ، صفۃ الصفوة -

ہیں ڈالنے والی بات حضرت ابوذر کے ذہن میں پیدا ہوئی وہ سوچنے لگے کہ اس دنیا کا پیدا کرنا کون ہے؟ ہمیں کھا نا کھلایے اور پانی پلانا کون ہے؟ کوئی تو ضرور رہے گا کیوں کہ یہ پتھر کے ٹپت ہیں آرام نہیں ہو سکتے، انکو تو ہم نے خود ہی بتا یا ہے، ان کے علاوہ کوئی ایسی ذات ہے جو ہم سب کی مالک ہے، مگر مالک تو ایک ہوتا ہے، کہیں ایک علاقہ کے دو مالک بھی ہوتے ہیں، اگر وہیں کو کبھی لڑتے کیوں نہیں، آپس میں اختلاف کیوں نہیں ہوتا، ہمارا مالک تو اکیلا ہے، وہی ہمیں کھلاتا ہے، پلاتا ہے، مارتا ہے اور جلاتا ہے۔

یہ خیالات تھے جو حضرت ابوذر کے ذہن میں پیدا ہوئے اور انہیں تہوں کی پوجا سے روز بروز نفرت ہونے لگی آخر کار ایک دن وہ بھی آگیا کہ انہوں نے ڈکیتی چھوڑ دی، اور ایک اللہ کی بن دیجئے ہوئے عبادت کرنے لگے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہی نہیں برسے تھے، اللہ کے احکام دنیا میں نہیں اترے تھے، آج کی طرح نماز و روزے کے طریقے مقرر نہیں تھے، اس لئے جس طرح ان کی سمجھ میں آتا اس طرح خدا کی عبادت کیلئے، درجہ بدرجہ ان کا منہ پھیر دیتا اسی رخ پر کھٹڑے پر کعبہ عبادت کر لیتے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بہت بزرگ اور مشہور ترین صحابی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ پر اتنا اعتبار تھا کہ اپنے بہت سے راز آپ کو بتا دیتے تھے۔

1 آپ کا نام جناب اور کنیت ابوذر ہے، قبیلہ غفار سے تعلق تھا، اس لئے غفاری کہلاتے ہیں، دنیا سے بے نیازی کی وجہ سے مسیح الاسلام لقب ہے، والد کا نام جنادہ اور والدہ کا نام رملہ تھا۔

اسلام سے پہلے ابوذر کا قبیلہ کفر کی حالت میں ڈاکہ ڈالتا تھا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی اسلام سے پہلے اسی رنگ میں تھے، تن تنہا بڑے بڑے منافقوں پر ٹوٹ پڑتے اور انہیں دن دہاڑے لوٹا لیتے۔ زندگی بہت دلوں تکالیوں ہی گذرتی رہی، مسگر اللہ کی شان ارفہ رفتہ ان کی حالت میں تبدیلی ہونے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کی زندگی میں ایک بہت بڑا انقلاب آیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ساری دنیا پر شیطانی رنگ چھایا تھا، کوئی شخص اللہ کا نام بھول کر بھی نہ لیتا تھا، اس وقت کسی کا بہت پرستی کو برا سمجھنا اور جناد کا عقیدہ رکھنا بہت ہی عجیب کی بات تھی، مگر یہی حقیقت

اسلام کی خشک

حضرت ابوذرؓ کے طور طریق کو ان کے قبیلہ والے ہر روز دیکھتے تھے، مگر اس میں ان کا کچھ نقصان نہیں تھا، اس لیے خواہ مخواہ ان سے چھڑ کر ناسیکار سمجھتے تھے، حضرت ابوذرؓ نے عرض فرمایا جو کچھ وہ کہتے جو چاہتے وہ کرتے۔

اسی دوران میں مسک معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید راتر نام شروع ہوا، آپ نے کافروں کو لیکر اللہ کی طرف دعوت دی، بات بہت صاف تھی، دلوں کو لگتی تھی، کچھ میں آتی تھی، لیکن قریشی سرداروں کو اپنی حسد رانی چھوڑنا گوارا نہ تھی، وہ دوسروں پر حکم چلانا اور خود ہر قافلے سے آزاد رہنا چاہتے تھے، اس لیے اللہ کو مان کر، اس کے احکام کی پابندی سے بچنا چاہتے تھے، جیسا جیسا قرآن مجید اترتا جاتا اور اللہ تعالیٰ کے احکام آتے جاتے انکی نااہلی بڑھتی جاتی، جس کے متعلق وہ سن لیتے کہ اس نے اپنا پڑانا مذہب (بت پرستی) چھوڑ دیا ہے تو اسے بہت ستاتے عرض کر انھوں نے اس اچھی تحریک کو کچھنے کی پوری کوشش کی مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلا کیوں کہ

اسلام کی فطرت میں قدرت نے چھپائی ہے ابھرے گا یہ اتنا ہی جتنا کہ وہاں سے گئے

ان کے روکنے کے باوجود اسلام کی عورت روز بروز کامیاب ہی ہوتی گئی، رفتہ رفتہ روز بروز نیک بختی پہنچ گئی کہ مکہ معظمہ میں ایک ایسا آدمی پیدا ہوا ہے کہ جو کہنا ہے کہ پھر کی مودتیوں کی پوجا چھوڑو، صرف ایک اللہ کی مالتو پڑو جو ان کے حق کو پہچانے، چوری، جوا، ظلم، بدکاری اور بے حیائی کے کاموں سے بچو، بہت سے لوگ اس خبر کو سن کر ناراض ہوئے، اکثر متعجب ہوئے اور کچھ خوش تھے۔ اڑتے اڑتے یہ خبر حضرت ابوذرؓ تک پہنچی، ان کے خیالات تو پہلے ہی سے بدل رہے تھے، یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اپنے ایک بھائی کو مسک بھیجا کہ جا کر پتہ لگائیں، وہ گئے اور لوٹ کر خبر لائے کہ وہاں ایک آدمی پیدا ہوا ہے جو تمہوں کی پوجا سے روکتا ہے۔

شراب، جوا، ظلم اور چوری کو پڑائیشوں کی جڑ بتاتا ہے، آپ کو اتنی کم بات سے تسلی نہ ہوئی اور خود پتہ لگانے کے لئے مسک چلے۔

اسلام

مکہ میں آپ بالکل اجنبی تھے، دیکھیے کہ جاتا ہے، کس کے یہاں جاتے اور کس سے پوچھتے، اس لئے خانہ کعبہ میں جا کر بیٹھ گئے، کہ یہیں سے پتہ معلوم ہوگا، دو دن روز بیٹھے رہے، اس وقت مسلمان کمزور ہوڑی کی وجہ سے اپنے اسلام کو چھپاتے تھے اور حضرت ابوذرؓ صاف صاف کسی سے پوچھ نہ سکتے تھے، اس لئے کچھ پتہ نہ لگا۔

تیسرے دن حضرت علیؓ نے ان سے پوچھا کہ میں آپ کو یہاں پر کئی روز سے دیکھ رہا ہوں آپ کون ہیں؟ انھیں کہا مسافر ہوں، یہ سن کر حضرت علیؓ اس بات انھیں اپنے گھر لے گئے، کھلایا، پانی پیا، مگر اسے کما مقصد نہ پوچھا، حضرت ابوذرؓ بھی حضرت علیؓ کو پہچانتے نہ تھے، اس لئے ان کا مقصد نہ بتایا، دو دن آدمی چپ چاپ رہے، کھانی کر حضرت ابوذرؓ پھر خانہ کعبہ میں چلے آئے۔

دوسرے دن حضرت علیؓ نے انھیں پھر دیکھا تو کہا کہ معلوم ہوتا ہے ابھی آپ کا کام پورا نہیں ہوا ہے، کونسا ایسا کام ہے؟ انھوں نے جواب دیا، جی ہاں ابھی تک میں نے اپنے مقصد کو نہیں پایا، اور اگر آپ رازداری کا وعدہ کریں تو میں اپنے آنے کی وجہ بتا دوں، حضرت علیؓ نے وعدہ کیا وہ کسی سے کچھ نہ بتائیں گے، تو انھوں نے کہنا میں نے سنا ہے کہ یہاں پر کسی نے نبوت کا جوئی کیا ہے اللہ کی عبادت کی طرف بلا تا ہے، بتوں کی پوجا کو حرام اور چوری، جوا، شراب اور بدکاری اور بے حیائی کو کبریٰ بات بتاتا ہے، اسی کا پتہ لگانے کے لئے آیا ہوں، حضرت علیؓ اس وقت تک مسلمان ہو چکے تھے۔

اس نے یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور بولے آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے، جو کچھ آپ نے سنا ہے وہ صحیح ہے چلئے آپ کو میں ان بزرگ آدمی کے پاس لے چیلوں۔

گولٹ بڑے، اتنا مارا کہ آپ زمین پر گر پڑے، جب بہت مار پڑھی اور سنے کے قریب ہو گئے تو حضرت جہاں س نے بہت مشکل سے یہ کبکرا انھیں بچا یا کہ یہ جفاری ہیں اور قریش کے تجارتی خانے غفار کے قریب سے گزرتے ہیں، اگر انھیں کچھ ہو گیا تو تم بارہ دن فنا لوں گی خیر نہیں، اس بات سے قریش کی آنکھیں کھول دیں، اور انھوں نے گھبہ انکر پوتا دیا۔

دوسرے دن پھر اسی طرح ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسلام کا اعلان کیا اور کافر ہر طرف سے ٹوٹ پڑے، اس پر بھی حضرت عباسؓ ہی سے بچا یا۔

اسلام کی دولت سے مالانہاں ہو کر تبلیغِ اِجِب آپ گھر کی طرف لوٹے تو خوشی پر بھولے نہیں سماتے تھے، دل میں لگی ہوئی تھی کہ جس طرح مجھے یہ دولت ملی ہے اسی طرح میرے دوسرے بھائی اس بہار دولت کو حاصل کر لیں۔

گھرا کر سب سے پہلے اپنے ایک بھائی انیس کے سامنے اسلام پیش کیا اور اس کی خوبیاں انھیں سمجھائیں، وہ مسلمان ہو گئے، اب آپ ایک سے دو ہو گئے اس کی بہت بڑھی اور ایک دوسرے بھائی اٹلک کے سامنے ان دونوں بزرگوں نے اس دولت کو پیش کیا، اپنے مذہب کی فریاد اور اسلام کی خوبیاں انھیں سمجھائیں، انا ابوذر ہی کے تو بھائی تھے، عقلمند تھے، سوچتے اور سمجھتے تھے، بات صحیح تھی کیسے نہ مانتے، فوراً مسلمان ہو گئے تو وہ تین ہوئے اور جرأت بڑھی، اب کی مرتبہ اپنے پورے قبیلے کے سامنے اسلام کو پیش کیا، وہ بہت دنوں سے ابوذر کے سننے خیالات کو سن رہے تھے، اس مرتبہ بھی انھوں نے کوئی نئی چیز نہیں کہی تھی، باں اُس وقت یہ اپنے دل سے کہتے تھے اور اس مرتبہ وہ کہتے تھے کہ یہ میرا خیال نہیں بلکہ خود اللہ

اپنے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ یہ تعلیم اور یہ مذہب اللہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا ہے، ان کی قرآنہ خاموشی سے سننا اور سوچا تو اسی نصیب پر پہنچے کہ اسلام

حضرت ابوذر ساتھ جانے پر راضی ہو گئے، چلتے وقت حضرت علیؓ نے کہا آپ نے آدمی میں میرے ساتھ دیکھ کر لوگ شاید آپ پر کچھ شک کریں اس لئے میں آگے آگے چلتا ہوں، آپ میرے پیچھے پیچھے کچھ نااصل سے چلے آئیے، میں جس مکان میں جاؤں آپ بلا خوف و خطر اس مکان میں چلے آئیے گا، اور اگر راستہ میں مجھے کوئی خطرہ معلوم ہو گا تو میں ایک طرف ہٹ کر جوتا وغیرہ درست کرنے لگوں گا آپ آگے بڑھ جائیے گا۔

یہ قول و قرار کر کے دونوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے، اپنا پورا واقعہ سنایا اور ابوذر خوشی خوشی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کا اعلان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی مسلمان بہت کم در ہیں اس لئے خاموشی سے تم اپنے قبیلے واپس چلے جاؤ اور وہاں جا کر اسلام کی تبلیغ کرو، پھر جب اسلام ہر جگہ پھیل جائے تو اگر تم سے من جانا، مگر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اس پر راضی نہ ہوئے کہ کفر کی حالت میں تو اتنے بہادر رہیں کہ تنہا قتلوں کو لوٹا لیں اور مسلمان بچتے ہی اتنے بزدل بن جائیں کہ اسلام کو چھپائیں، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر دوسرے ہی دن کافروں کے مجمع میں گئے، اور سب کے سامنے کھڑے ہو کر بولے۔

اے لوگو! پہلے میں کافر تھا، مگر اللہ نے مجھے سیدھا ماننا دکھایا، اب میرا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں تم جھوٹا، بخونی شاعر اور نہ جانے کیا کیا کہتے ہو وہ اللہ کے

پیغمبر رسول ہیں۔

سُن لو!

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

ابھی آپ چپ بھی نہ ہوئے تھے کہ کافر ہر طرف سے

سے اچھا مذہب اس وقت دنیا میں کوئی نہیں، آدھا قبیلہ تو اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

ہر وقت کیساتھ رہنے سہنے سے مسلمانوں کے اپنے اخلاق اور سچی اسلامی تعلیمات سنے باقی لوگوں پر بھی اثر کیا اور سچت کے موق پر وہ سب بھی مسلمان ہو گئے، اس طرح آپ کی تبلیغ سے پورا قبیلہ کا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے دینے سر جھکا اپنے مالک کے آگے

ہجرت

مسکد میں جب کافروں کا ظلم زیادہ ہوا تو مسلمان چھپ چھپ کر مدینہ آنے لگے، مدینہ تک بہت سے لوگ مسلمان ہو چکے تھے، وہ ان کی بہت خاطر مدارات کر کے انھیں اپنا بھائی بنا کر رکھتے، تھوڑے ہی دنوں بعد خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم آگے نہ بڑھ کر مدینہ چلے گئے۔

مکہ کے علاوہ دوسری جگہوں کے مسلمان بھی آ کر مدینہ میں بس رہے تھے، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کر کے مدینہ آئے۔

غزوات

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی کے کئی برس بعد مدینہ منورہ پہنچے موقت تک بدرا، اُحُد اور خندق وغیرہ کے محرکے ہو چکے تھے، اس لیے وہ ان میں سے کسی میں بھی شریک نہ ہو سکے، ان کے آنے کے بعد سب سے بڑا غزوہ ”غزوہ تبوک“ ہوا۔

تبوک میں رومی فوجوں سے مقابلہ کرنا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ رومی شاہنشاہ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے، اس لیے خود ہی پیش قدمی کر کے چلے، موسم بہت ہی گرم تھا اور وہ بھی عسرب کی گرمی، ہر طرف آگ برس رہی تھی، اس کے علاوہ کھیتیاں کٹنے کے لیے تیار کھڑی تھیں، غرض کہ بہت ہی سخت وقت تھا، پھر مقابلہ بھی دنیا کی سب سے بڑی سختی سے تھا، رومیوں کی ہیبت صدیوں سے دلور پڑھی ہوئی تھی، مگر اللہ کے بندے ان تمام مشکلوں کے باوجود مقابلہ کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔

حضرت ابو ذر بھی ساتھ تھے، لیکن ان کا اونٹ

بہت ہی سست تھا، وہ اسے بار بار مارتے مگر چند قدم چل کر وہ پھر رک جاتا، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بہت کوشش کی مگر فوج کیساتھ نہ چل سکے، جب بہت پیچھے ہو گئے تو اونٹ کو چھوڑ دیا اور سامان سر پر لا کر میدان جنگ کی طرف پیدل چلے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آگے پہنچ کر پھاڑا کیا تو ایک صحابی نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ! ابو ذر ہمیں آگے تھوڑی ہی دیر بعد لوگوں نے بہت دورا قی ہوا کیا سارے دیکھا کسی نے کہا کوئی آ رہا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو ذر ہوں گے، جب قریب آئے تو لوگوں نے پہچان لیا وہ ابو ذر ہی تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسدا ابو ذر پر رحم کرے وہ اکیلے چلتے ہیں، اکیلے مریں گے اور اکیلے ہی قیامت کے روز اٹھائے جائیں گے۔

مسلمان جنگ کے لیے سو بیچ کر گئے مگر لڑائی نہیں ہوئی کیونکہ مسلمانوں کے جوش و ولولہ کو دیکھ کر رومیوں کی ہمت پڑی گرفتار کے لیے میدان میں آئیں۔

علم

آپ میں خود کو مکر کی عادت ہمیشہ سے تھی اسوج کا رہی نے انھیں اللہ تعالیٰ کا خیال دلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچایا، جب تک ساتھ رہنے کا موقع ملا تو ہر بات کو کر دیکر پوچھتے۔

آپ خود ہی بیان کرتے تھے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر بات کو پوچھتا تھا، یہاں تک کہ کنکریوں کے متعلق بھی سوال کرتا رہتا۔ ہمیشہ ساتھ رہتے اور خود فکر کی وجہ سے حدیث میں بہت جہارت پیدا ہو گئی تھی، مگر آپ کی بیان کی ہوئی حدیثیں بہت کم ہیں کیونکہ آپ ہمیشہ اکیلے رہے۔ تنہائی پسند کرتے تھے، اور مجلسوں میں بہت کم آتے جاتے تھے، اس لیے حدیثیں بیان کرنے کا موقع نہ ملتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود اس زمانہ کے بہت بڑے عالم تھے، لوگ انھیں جید المکرمۃ و اذنت کے طورے عالم کہا کرتے تھے، لیکن حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت مسر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کے برابر سمجھتے تھے۔

قناعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی طبیعت مدینہ سے اٹھ گئی مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وجہ سے رکے رہے۔ جب آپ کی بھی وفات ہو گئی تو مدینہ سے گھر آکر شام چلے گئے اور وہیں مستقل طریقے سے رہنے لگے۔

حضرت عمر کے زمانے تک تو مسلمان بہت ہی سادہ زندگی بسر کرتے تھے وہ عرف اسلام کی سر ملندی چاہتے تھے خود کپڑے پڑا سے لباس پہنیت اور موٹا چھوٹا کھانا کھاتے، مگر بعد کو فتوحات کی زیادتی سے مسلمانوں کے پاس روپیہ کافی ہو گیا پھر عجمیوں اور کوسلموں سے میل جول شروع ہوا، اس نے سادگی اور محنت مشقت کی جگہ مزاجوں میں نفاست آگئی، اس مسلمان اپنے اپنے اونچے نعلوں میں رہنے لگے، اچھے سے اچھا کھاتے اور بہتر سے بہتر پہنتے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دیکھا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی سادگی بھی دکھایوں کے سامنے تھی، وہ آتش بھی آنکھوں میں پھر رہا تھا کہ پیوند لگے ہوئے کپڑوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس میں داخل ہو رہے ہیں، وہ اس آرام کی زندگی اور مال و دولت کو اسلام کے خلاف سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اللہ پر بھروسہ رکھو صرف آج کی ضرورت پوری کر لو جو کچے حاجت مندوں میں تقسیم کر دو کل کے لئے خدا پر بھروسہ رکھو جس نے آج وہاں ہے وہی کل بھی دے گا، یہ جمع کرنا قناعت کا مخالف اور توکل کا دشمن ہے۔

جب آپ کو سالانہ وظیفہ ملت تو اس سے اپنے کھانے پینے اور دوسری ضروریات زندگی کا سامان خرید کر باقی خیرات کر دیتے۔

حضرت معاویہ سے اختلاف

آپ جس بات کو حق سمجھتے اس کے کہنے سے نہ ڈرتے، جس کے متعلق معلوم ہو جاتا کہ وہ روپیہ جمع کرتا ہے اس سے بہت ناراض ہوتے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت شام کے حاکم

گورنر تھے، آپ روپیہ مشہنشاہی کے مقابلہ میں تھے، ان لوگوں پر ظاہری شان و شوکت کے بغیر رعب نہیں پڑتا تھا۔ اس کو حضرت معاویہ کو شان سے نہ پڑا پڑتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی خیال سے انہیں اس کی اجازت دینے سے روک دی، لیکن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی نظر میں اس رعب کے بعد دنیا کی کوئی حقیقت نہ تھی اس لئے وہ بارے ہوئے حالات کو خاطر میں نہ لاسکے تھے، وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے طرز کو اپناتے نہ کرتے اور مال و دار لوگوں کے متعلق یہ آیت پڑھتے تھے۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ يَدْعُونَكَ
بِالَّذِي هَدَيْتَ وَاللَّيْثَةَ وَالْكَافِرِينَ
يُؤْفِقُوهُمْ فِي سَبِيلِنَا لِلَّهِ
قَتِيلًا نَصْرًا لِعَدَاؤِنَا
آلِئِيمًا (سورہ توبہ)

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی بشارت سنائی جائے۔

لیکن حضرت معاویہ اسے صحیح نہ سمجھتے تھے، وہ کہتے تھے کہ یہ آیت اس موقع کی نہیں ہے، بلکہ ان لوگوں کے لئے ہے جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں مگر زکوٰۃ نہیں کھاتے، ان لوگوں کے متعلق اللہ نے کہا ہے کہ وہ لوگ آپ کھاتے ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ زکوٰۃ دیدینے کے بعد مسلمان کو حق پوز کر جتا جا ہے جمع کرے۔

کچھ دنوں تک تو یہ صورت چلتی رہی آخر میں حضرت معاویہ نے خطیبہ وقت حضرت عثمان کو لکھا کہ:-

حضرت ابوذر کے خیالات کا لوگوں پر بڑا بڑا اثر پڑ رہا ہے، اس لئے انہیں شام سے ہٹا لیا جائے۔

زبدہ کا تیکام

حضرت عثمان نے بھی یہ مناسب سمجھا کہ آپ کو شام سے واپس بلا لیا جائے اس لئے انہیں لکھا کہ آپ مدینہ چلے آئیں، حضرت ابوذر جب مدینہ پہنچے تو یہاں بھی وہی حالت تھی، مدینہ اب وہ اگلا سا مدینہ الرسول نہ تھا، بہ طرف دولت مندی کا نشان تھا۔ لوگوں کو تعجب تھا کہ اب بھی ایسے لوگ مروج وہیں تھے اتنی سادگی کو پسند کرتے ہیں، اس لئے جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچے

لوگ انہیں تعجب سے دیکھتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ میکے پاس ہیں آپ مجھے قریب بھی رہیں گے اور ہر صبح و شام دو دو دعا والی اور سنتیاں ہیں آپ کی قدرت میں پیش کیا کروں گا، آپ یہاں بہت آرام سے رہیں گے، میں کو شش کروں گا کہ کوئی حلیف آپ کو نہ پہنچے۔

مگر حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اسے پسند نہیں کیا، ٹھنکے تکلفات سے وہ اکتا چکے تھے اس لئے دیہات میں رہ کر زندگی کو سادہ طریقے سے کاٹ دینا چاہتے تھے۔ مدینہ سے قریب ہی ایک دیہات ربذہ نامی تھا، آپ وہیں جا کر بس گئے۔ ربذہ آنے کے بعد آپ پھر کہیں نہ گئے، اسی کو **ونت** اپنا گھر بنا لیا، لیکن دولت جمع کرنا بڑا سمجھتے تھے،

اس لئے آخر تک بہت ہی تنگ دستی سے زندگی گزارتے رہے اور وقت میں جب آپ بیمار پڑے تو حالت بہت ہی خستہ تھی گھر میں ایک پیہ بھی نہ تھا، مصیبتوں اور تکلیفوں کی وجہ سے آپ کی پوری روئے لگیں تو آپ نے انہیں تسلی دی اور ذر رضی اللہ عنہ کو وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا آپ جنگل میں دعوات پا رہے ہیں اور گھر کی حالت یہ ہے کہ کفن دینے کے لئے ایک گھڑا اور دو اگے لئے ایک اٹھی بھی نہیں، آپ نے کہا دل فتالوں میں رکھو، آؤ ہمیں ایک خوشخبری سناؤں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے بچے مر جاتے ہیں اور وہ میر کرتا ہے تو دوزخ کی آگ سے بچ جاتا ہے، ایک بات نہیں اور سناؤں، ایک مرتبہ ہم چند آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی جنگل میں مرے گا اور اس کی موت کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت وہاں پہنچے گی، وہ جنگل میں مر جاتا آدمی میں ہی ہوں کیونکہ اس مجلس میں جتنے آدمی بھی تھے میرے علاوہ سب مر چکے ہیں، یہ بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی، کیونکہ ایسے شخص نے کہا ہے ہر زحمت بولنا تھا اور نہ جھوٹ بولنے والے کو پسند کرنا تھا، تم جا کر دیکھو مسلمانوں کی کوئی جماعت ضرور آ رہی ہوگی، ان کی بیوی اپنے اوپر چہرہ کر کے باہر دیکھنے

جی گئیں مگر کوئی بھی نہ تھا، لوگ کہہ رہے ہیں، آئیں، ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا خیال تھا، دوسری طرف حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حالت سے پریشان نہیں، کبھی دو دو کر باہر جاتیں، کسی کو نہ پا کر پھر گھر میں بھاگ آئیں، اور حضرت ابو ذر کو زندہ وسیع سلامت پا کر باہر چلی جاتیں۔

آخر کار ایک مرتبہ انہیں کچھ آدمی آئے تو بوسے نظر آئے آپ نے آواز دیکر انہیں بلا یا، وہ لوگ گھوڑا دوڑاتے ہوئے آئے اور بلائے کی وجہ پوچھی، انہوں نے کہا ابو ذر کا آخری وقت ہے، اس لئے انتظام کے واسطے بلا یا ہے، ان لوگوں نے پوچھا کون ابو ذر؟ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابو ذر غفاری! وہ لوگ فرما اتر آئے، حضرت ابو ذر نے ان لوگوں کو دیکھ کر کہا، اگر تم میں سے کوئی مر کاوی عہدہ دار ہو تو میرے جنازہ کا انتظام نہ کرے، ان لوگوں میں ایک انصاری لوجوان بھی تھا، اس نے کہا میں مر کاوی عہدہ دار نہیں ہوں اور دیکھتا ہوں کہ ایک چادر بھی ہے جس کو میری ماں نے مسوت کات کر خود بنا ہے، اگر اجازت دیجئے تو میں اسی کا آپ کو کفن دوں، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔

اس کے بعد آپ نے وہیں سترہ میں وفات پائی۔

إِنَّمَا لِلَّهِ شَرُّ الْكَافِرِينَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ان کیساتھ تھے۔ انہیں نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

اخلاق و عبادت آپ ہر شخص سے خندہ پیشانی سے ملتے اور بہت اخلاق سے پیش

آتے، اگر کسی سے کبھی غلط فہمی کی بنا پر ناراض ہو جاتے تو غلط فہمی دور ہوتے ہی پھر کھلے دل سے مل جاتے۔

ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آپ سے ملے آئے، اس وقت حضرت ابو موسیٰ اشعری عراق کے حالی دگورہ تھے، فرط محبت سے حضرت ابو موسیٰ آپ سے چمٹ گئے، مگر آپ نے انہیں اپنے گلے سے ہٹا دیا، دوبارہ

فرماتے تھے کہ میں اپنے پیدا کر نیوالے کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میری گردن پر تلوار رکھی ہو اور مجھے کوئی سختی بات کہے گا موقع مل جائے تو میں اس وقت بھی نہ چوکوں گا۔

آپ آخر عمر میں آکر اتنے سادہ دنیائے بے تعلقی نہیں ہو گئے تھے، بلکہ اسلام لانے ہی آپ کی زندگی بہت سادہ ہو گئی تھی۔

آپ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میری امت میں ابو ذرؓ صحابی بن مریم کی طرح ہیں۔ آخر میں اگر بہت سے لوگوں کی کیفیت بدل گئی تھی مگر آپ کی حالت اس وقت بھی وہی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی، آخر عمر میں آپ بالکل گوشہ نشین ہو گئے تھے، لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا :-

تمہاری بڑے ساتھی سے بہتر ہے۔ ایک صحابی آپ کے پاس ربذہ گئے وہاں حضرت ابو ذرؓ نے ان سے فرمایا امیر بیوی تھی سے کہتی ہیں عراق جاؤ، مگر تم ہی بنا دو میں وہاں جاؤں گا تو لوگ میرے سامنے دنیا پیش کریں گے میں سب کچھ کہتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بل صراط کے سامنے پھسلو ان راستہ ہے اس سے حق کو گزرنا چاہئے ہو تو اپنا لوجہ کم کرو۔

ایک مرتبہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش ظاہر کی کہ انھیں کہیں کا حاکم بنا دیا جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو ذرؓ! میں جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہوں وہی تمہارے لئے پسند کرتا ہوں، حکومت بہت ہی ذمہ داری کا کام ہے، تم بہت ہی کمزور ہو اس ذمہ داری کے بوجھ کو منہ اٹھا سکو گے، اس واقعہ کے بعد اپنے پھر کبھی نہ حکومت کی خواہش ظاہر کی نہ کسی کے اصرار سے کہیں کی حکومت منظور کی، بلکہ جس طرح بھی دنیا کو کاٹ سکتے تھے کاٹ لیا اور ششہ والی دنیا کو کبھی ہتھ دھکیا۔

انھوں اب ایسے لوگ کہاں پیدا ہوتے ہیں، سہ ہزاروں سال گزرنے اپنی بے زوری یہ دیتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چین میں دیدہ ور پیدا

پھر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، ہمامیؓ، بکر گنگے و ڈرے، مگر آپ نے پھر انھیں روک دیا، ابو ذرؓ کو خیال تھا کہ یہ عراق کے گورنر ہو گئے ہیں، وہاں کھیتی باڑی شروع کر دی ہوگی، ہر طریقے سے دولت جمع کرتے ہوں گے، مگر جب حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے ان کی غلط فہمی دور کر دی تو بہت ہی خوشی سے گلے ملے اور بہت دیر تک لطف و محبت کی باتیں کرتے رہے۔

باوجود اختلاف کے امیر وقت کی اطاعت کرتے جب آپ کو حضرت عثمانؓ نے ربذہ بھیجا تو وہاں کے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور بولے اس امیر نے آپ کو ذلیل کیا ہے ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اس کے خلاف بغاوت کریں، مگر آپ نے انھیں سمجھتی سے روک دیا اور کہا کہ تم لوگوں کو میکے معاملہ میں بولنے کا کوئی حق نہیں ہے خبردار! امیر کو ذلیل نہ کرو ورنہ تم لوگوں کی توبہ قبول نہ ہوگی۔

آپ کے پاس نہ دولت تھی نہ حکومت، مگر پھر بھی پڑوسیوں مسافروں اور مہمانوں کا بہت خیال رکھتے، آپ کے پاس چند بیڑیاں اور دو چار بچریاں تھیں، انھیں کے دودھ کو آپ پڑوسیوں مہمانوں اور مسافروں پر صرف کرتے۔

ایک صحابی کا بیان ہے کہ ابو ذرؓ دودھ دودھ کر پیئے پڑوسیوں اور مہمانوں کو پاتے پھر اگر کچھ بچ جاتا تو اسے اپنے گھر پر خرچ کرتے، ایک مرتبہ دودھ بہت کم تھا، انھیں اس کا بہت افسوس ہوا، مگر اسی کو لیکر لوگوں کے پاس گئے اور بہت ہی معذرت کی کہ آج اتنا ہی دودھ تھا، اگر اور ہوتا تو میں ضرور لاتا۔

دنیا میں کوئی طاقتور ایسی تھی جو انھیں سختی بات کہنے سے روک سکتی اور گدگد چکا ہے کہ اسلام لانیکی بعد دل نے گواہی نہ کیا کہ کافروں کے خوف سے اسلام ایسے مذہب کو چھپائیں۔

حضرت معاویہؓ شام کے والی دگورنر اور بہت ہی آن بان کے آدمی تھے، مگر ان کو آپ نے بار بار بھرے مجمع میں لوگ دیا۔

دارا لفیض رحمانی کی ایک اور نیشنل دکن

جوہر دندان

جس طرح "مسٹر ڈوڈنجنف" نے یہ ثابت کر دیا کہ جدید طریقہ علاج کے مقابلہ میں بعض قدیم دوائیں اب بھی فوقیت رکھتی ہیں، اسی طرح "جوہر دندان" بھی ثابت کرے گا کہ دانتوں کی صحت اور حسن دکشی کے لئے ٹوتھ پائڈر اور ٹوتھ کریم کے مقابلہ میں بیچن کم خرچ بالائشیں کا مصداق ہے۔

● دانتوں کی تمام بیماریوں کو دور کر کے معدے کو خرابی سے بچاتا ہے۔

● داڑھ و انت کے شدید درد کو فوری تسکین دیتا ہے۔

● کیرے کو مارتا ہے اور پلٹے ہوئے دانت جماتا ہے۔

● صحت مند دانتوں کو مزید توانائی عطا کر کے آنے والی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

● روزانہ صبح انگلیوں سے مل کر گلی کر دیجئے، دانت چمک اٹھیں گے۔

● اگر دانت یا داڑھ میں درد ہو تو ذرا سا مل کر چند منٹ اٹل ٹپکائیے درد دور ہو جائے گا۔

● دانتوں کی پر دانی کرنے سے معدے کی اکثر بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، دانشمندی اسی میں ہے

● کہ مریض ہونے سے پہلے دانتوں کی حفاظت کریں۔

● چار تولہ کی شیشی قیمت دس آنے۔ محصول ڈاک بھر۔

نوٹ: — اگر ڈوڈنجنف کے ساتھ منگایا جائے تو دونوں چیزیں ایک ہی محصول ڈاک

یعنی ایک روپیہ چار آنے میں پہنچ جائیں گی۔

دارا لفیض رحمانی، دیوبند ضلع سہا پور (دیوبند)

صراطِ تقسیم کے واضح نشانات

از شیخ احمد دنانی ڈیرہ گن

یا ہلاکت یعنی ہے، بالکل اسی طرح یہ سفر زندگی بھی جو پیموش
سنوٹھلنے سے لیکر مرتے دم تک جاری ہے، اور جس کا نتیجہ ملنے
کے بعد ہی سامنے آنیوالا ہے، چنانچہ واضح نشانات و علامات
کا استقاض ہے، جس کی رو سے زندگی کا مسافر فرامین و سلامتی
خیرو فلاح کی منزل مقصود تک پہنچ سکے، دنیا میں فکر و عمل کی
اتنی ہیشمار راہیں بھیلی ہوئی ہیں کہ قدم قدم پر براہ دوسری راہ
کو کاٹتی ہوئی گذرتی ہے اور نگاہ راستے کے خم و پیچ ہی میں
چکر لگا کر رہ جاتی ہے، ایسی صورت میں سیدھی اور سہراہ کا
نظر آتا اور آدمی کا اس پر چکر اپنی منزل تک بہ امن و اطمینان
پہنچھانا سخت مشکل اور تقریباً ناممکن ہے یہی وجہ ہے کہ
ایک انسان اس دنیا میں سب سے زیادہ جس چیز کا محتاج ہے
وہ یہی ہے کہ اسے وہ شاہراہ و مستقیم مکانی جائے جس پر چل کر
آخری منزل تک پہنچنا اس کے لئے آسان ہو اور اس راہ مستقیم پر
بلکہ جگہ واضح نشانات قائم کر دیے جائیں جس کی رہنمائی میں وہ
سبے مکان اپنی منزل کی طرف بڑھنا چلا جائے اور بحیرت و باں
پہنچ کر رہے، کتب آسمانی کا نزول انسان کی اسی احتیاج کا
جواب ہے، اور خصوصاً قرآن کریم جو تمام آسمانی کتابوں کی عظمت
کا جامع ہے، اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اتارا گیا ہے، وہ
شرد سے آخر تک جو کچھ بیان کرتا ہے وہ زندگی کی سیدھی اور
اور صاف شاہراہ کی نشانی ہے، اور جن چیزوں کو وہ اشارے

آپ نے سفر کرتے ہوئے بڑی بڑی سڑکوں کے کنارے
مختلف نشانات و علامات کی تحقیق لگی ہوئی ضرور دیکھی
ہوئی گی، ان علامات کی مدد سے ایک مسافر نہایت آسانی
کیساتھ اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھا چلا جاتا ہے، اور اگر
انہیں کوئی نظر انداز کر دے یا ان کے برخلاف امن و نااطراق
سفر اختیار کرے تو وہ یا تو کسی حادثہ کا شکار ہو جائیگا یا راستہ
بھٹک کر کہیں سے کہیں جا پہنچے گا۔ کیونکہ نشانات ایک
مسافر کے لئے بڑی اہمیت رکھتے ہیں انہیں بعض وہ ہوتے
ہیں جن سے راستے کے پیچ و خم اور تیب و فراز معلوم ہوتے
ہیں، بعض وہ ہوتے ہیں جن سے پیش آنے والے سردیوں
اور جڑا ہوں کا پتہ چلتا ہے، بہت سے وہ ہوتے ہیں جن سے
راستہ کا فاصلہ معلوم ہوتا ہے، اور بہت سوں سے مختلف
مقامات کی طرف جانے والی سڑکوں کا پتہ ملتا ہے، ان میں
وہ نشانات بھی ہوتے ہیں جن سے مسافر کو رفتار سفر میں
احتیاط رکھنے کی ہدایت ملتی ہے، اور جن سڑکوں کے دونوں
طرف یا کسی ایک طرف کھائی اور گڑھے ہوتے ہیں، اور پتھر کی
سلوں کے ذریعہ حد بندی کر رکھی جاتی ہے جو روک کا کام بھی
دیتی ہے اور مسافر کو پیشگی احتیاط و تنبہ کی تاکید بھی کرتی ہے
ظاہر ہے کہ کوئی شخص نشانات و علامات سے بے پردا ہو کر
جیرو خوبی اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکتا، اس کی سبب وہی

سہولت فہم کے لئے شرک کو چار قسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔
 شرک فی الالات، شرک فی الصفات، شرک
 فی الاختیارات، شرک فی الحقوق۔

شرک فی الالات کی تعریف یہ ہے کہ جہ پر الوہیت
 میں کسی کو حصہ دار قرار دیا جائے مثلاً پارسیوں کا یہ عقیدہ کہ خدا
 دو ہیں، اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ خدا تین ہیں، مشرکین عرب کا
 فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھنا اور دوسرے مشرکین کا اپنے دیوتاؤں
 اور دیویوں کو نیرا اپنے شاہی خاندانوں کو جنس النبیہ کے افراد
 قرار دینا وغیرہ، یہ سب شرک فی الالات ہیں۔

شرک فی الصفات یہ ہے کہ خدا کی صفات جیسی کہ وہ
 خدا کے لئے ہیں ویسا ہی ان کو یا انہیں سے کسی صفت کو کسی دوسرے
 کے لئے قرار دینا مثلاً کسی کے متعلق یہ سمجھنا کہ اس پر غیب کی
 ساری حقیقتیں روشن ہیں یا وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔
 یا وہ تمام واقعات اور تمام کمزوریوں سے منزہ اور بالکل بیخطا
 ہے۔

اختیارات میں شرک یہ ہے کہ خدا پر کسی حیثیت سے
 جو اختیارات صرف اللہ کے لئے خاص ہیں ان کو یا ان میں سے
 کسی کو اللہ کے سوا کسی اور کے لئے تسلیم کیا جائے، مثلاً فرق الفطری
 طریقہ سے نفع و ضرر پہنچانا، حاجت روائی وغیرہ کی کرنا۔
 حفاظت و نگہبانی کرنا، دعا میں سنتا، قسمتوں کو بنانا اور بچھٹانا
 حلام دہلان اور جاننا، نذرنا کرنا اور نذر کرنا اور ناسانی زندگی
 کے لئے قانون و شرع تجویز کرنا، سب خداوندی کے خصوصاً اختیار
 ہیں جن میں سے کسی کو غیر اللہ کے لئے تسلیم کرنا شرک ہے۔

حقوق میں شرک یہ ہے کہ خدا پر کسی حیثیت سے بندوں
 پر خدا کے جو مخصوص حقوق ہیں وہ یا ان میں سے کوئی حق خدا کے
 سوا کسی اور کے لئے مانا جائے، مثلاً رکوع و سجود، دست بستہ
 قیام، سلامی استسنا، تلاوت، شکر نعمت یا اعتراف برتری کے لئے
 نذر دینا اور قربانی، قصائے حاجات اور رفع مشکلات کے
 لئے منت، مصائب و مشکلات میں مدد کے لئے پکارا جانا
 اور ایسی ہی تقسیم و تجزیہ اور پرستش کی دوسری تمام صورتیں اللہ کے
 مخصوص حقوق میں سے ہیں، ایسا محبوب ہونا کہ اس کی محبت پر

تعبیر کرنا ہے وہ ہی نشانات ہیں جن سے آنکھیں بند کر کے
 گمراہی صراطِ مستقیم دیکھ بھی لے سب بھی اس پر چلنا اور چل کر
 بہ سلامت منزل تک پہنچنا قطعاً ممکن نہیں ہے۔

صراطِ مستقیم کے یہ واضح نشانات قرآن کے مختلف
 حصوں میں بہ کثرت مقامات پر سنائیاں نظر آتے ہیں مگر مثلاً ہم
 آپ کو قرآن کا صرف ایک مقام — سورہ العنکبوت ۱۹
 دکھانا چاہتے ہیں، اور صریح و واضح ہو چکے باوجود اس کی کچھ
 نہ کچھ صراحت و وضاحت کئے دیتے ہیں تاکہ آپ کو مقصد پور
 سمجھ سہرا اور قرار سفر سمجھی کچھ معلوم ہو جائے اور زندگی کا
 یہ سفر خدا نے خواستہ بے راہ روی اور ہلاکت پر ختم نہ ہو۔

۱۵) خدا کیسا تھ کسی کو شریک نہ کرو۔

شرک — کون مسلمان ہے جو اس لفظ سے آشنا نہیں مگر یہ کتنی
 اضرناک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت جن میں محض عالمی ادو کم
 سواد لوگ ہی شامل نہیں ہیں بلکہ علماء و پیشوایان دین کا ایک بڑا طبقہ
 بھی شامل ہے شرک کے وسیع اور گہرے مغزوں سے نا آشنا ہے اور جس حد تک
 واقفیت پائی جاتی ہے اسکی تصدیق عملی زندگی میں کرتی، شرک
 توحید کا مسلک جس اہمیت کا حامل ہے اسکا اعلازہ لگانے کے لئے صرف
 یہی بات کافی ہے کہ قرآن کا کوئی حصہ اسکے ذکر سے خالی نہیں ہے اور قرآن
 صراحت کیسا تھ یہ بیان کر دی ہے کہ شرک ایک ناقابلِ صافی جرم ہے
 خدا کے باں اسکی بخشش نہیں ہے، اسکے علاوہ دوسرے گناہوں کو جس

جس کے لئے وہ چاہے گا بخش دے گا، ملاحظہ ہو سورہ لہارہ ۱۷
 ۱۸) یہ ہے وہ شرک جس کو نادانانہ طور سے لے مناظرہ و مجاہدہ
 کے خواہر چڑھا کر اس طرح چھیل ڈالا ہے کہ اب اس مسئلہ کو
 چھوڑنا فرقہ پر دوازی اور فتنہ پروری کا مرادف بن کر رہ گیا ہے
 اور لوگوں کو سلاحتی اسی میں نظر آتی ہے کہ اس متنازعہ فریضہ کا
 ذکر یہ نہ کیا جائے کہ یہ کفران کے خیال میں اس سے مسلمانوں کے
 درمیان پھوٹ پڑتی اور فتنہ کھڑے ہوتے ہیں، حالانکہ "شرک"
 اور "توحید" کا مسئلہ متنازعہ نہیں متفق علیہ مسئلہ ہے، جس کو
 سمجھ لینے اور بیکھول کر لے سے موحدین اور مشرکین میں فرق پڑتا
 اور موحدین کی باہمی وحدت و یکجہت کی بنیاد میں مضبوط
 ہوتی ہیں۔

میشیت اور سیاست سے لیکر اجتماعی قوانین و ضوابط اور بین الاقوامی تعلقات تک تمام چھوٹی بڑی چیزیں شامل ہیں۔ سوان میں جو چاہے طر و عمل اختیار کیا جا سکتا ہے، ہمیں شرک تو حید کا کب دخل؟

۲۷) والدین کیساتھ نیک سلوک کرو۔

”نیک سلوک“ کی تعریف یہ ہے کہ آدمی ان کا ادب کرے ان کی تعظیم ملحوظ رکھے، ان کی اطاعت میں سرگرم، ان کی رضا جوئی کا طالب اور ان کی خدمت میں منہمک رہے، وقرآن و حدیث میں جن الفاظ کے ساتھ والدین سے حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بندوں کے حقوق میں سب سے مقدم حق انسان پر اس کے والدین کا ہے۔ مگر ان احکام اور ان کے تاکید کی الفاظ کو دیکھ کر بعض نادان یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ والدین کی اطاعت و پیروی مطلقاً ضروری ہے اس لئے وہ صواب و ناصواب کی تمیز کے بغیر ہر معاملہ میں ان کی رضا جوئی کر اپنا صلح نظر بنائے رہتے ہیں، یہ صریحاً غلط ہے، اور غلط اصول کی تاکید ہی ہدایات کا یہ منشا ہرگز نہیں ہے۔ ان ہدایات سے شریعت کا منشا صرف یہ ہے کہ ایک طرف لوگوں کے اندر فرق مراتب قائم رہے اور دوسری طرف خاندان کا نظم و انضام و امتحان سے بچ جائے اور منظر ہے کہ دوسرے لوگوں کی طرح واپس بھی غلطیوں اور کوتاہیوں سے پاک نہیں ہوتے اور محض اتنی سی بات سے کہ وہ اولاد کے مقابلہ میں اونچا درجہ رکھتے ہیں ان کی غلطیوں اور لغزشوں کے اثرات داخل نہیں ہو جاتے بلکہ بسا اوقات وہ اپنی غمناکی کے ٹھنڈے میں ایسی ایسی حرکات کر جاتے ہیں جن کا نتیجہ بڑی خوفناک شکل میں نمودار ہوتا ہے اور جن کے برے اثرات کوئی کئی نسلوں تک پھرتی رہتے اور کئی کئی خاندانوں کو تباہ کر دیتے ہیں، لہذا شریعت کے نقطہ نظر سے انکی اطاعت و پیروی اسی حد تک جائز ہے جس حد تک شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرنی پڑے، جہاں جو خالق کی معصیت شروع ہوتی ہے وہیں مخلوق کی اطاعت ختم ہو جاتی ہے، اس اصول کو ملحوظ رکھا جائے تو برآدمی اپنے اپنے حالات کے لحاظ سے

دوسری سب مقبہ قربان کیجائیں اور ایسا استحقاقی و خشیت ہوتا کہ غیب و شہادت میں اس کی نالافی اعجاز کی حکم کی خلاف ورزی سے ڈرا جائے یہ بھی صرف اللہ کا حق ہے اور یہ بھی اللہ ہی کا حق ہے کہ اس کی غیر مشروط اطاعت کیجائے اور اس کی ہدایت کو صحیح و غلط کا معیار مانا جائے اور ایسی اطاعت کا حلقہ اپنی گردن میں ڈالا جائے جو اللہ کی اطاعت سے آزاد ایک مستقل اطاعت ہو اور جس کے حکم کے لئے اللہ کے حکم کی سند نہ ہو، ان حقوق میں سے جو حق بھی دوسرے کو دیا جائیگا وہ اللہ کا شریک ٹھہرے گا خواہ انکو خدائی ناموں سے کوئی نام دیا جائے یا ذرا بجائے۔

شرک کی یہی تعریف قرآن و حدیث کی حکم تعلیمات سے باخود و مستقیم ہے، مگر جب سے مسلمانوں نے اپنی زندگی کو مختلف شعبوں تقسیم کر کے ہر شعبہ زندگی کو دوسرے شعبہ زندگی سے متعلق طور پر الگ الگ رکھا ہے، اسی وقت سے ان کے اندر شرک کی یہ بہر گیری بھی تقسیم ہو کر رہ گئی ہے، شرک حقیقتاً زندگی کے تمام افعال و اعمال پر چھایا ہوا ہے، اور خدائی دین کا مظاہرہ یہ ہے کہ ٹکڑوں کے تمام گوشوں سے خواہ وہ زندگی کے کسی شعبہ سے متعلق ہوں، شرک کی تمام نجاستوں اور آلودگیوں کو بلکہ اس کے خائبوں تک کو نکال پھینکا جائے، مگر آج حالت یہ ہے کہ جو مسلمان شرک فی الذات سے تیز آگرتے ہیں وہ کھلے بندوں شرک فی الصفات میں مبتلا ہیں اور انہیں یا تو اس کا شعور نہیں ہے یا انہوں نے مختلف تاویلوں اور توجیہوں کے سہانے اپنے ان کلمے کلمے شرک کا خال خال اعمال کو شرک فی الصفات کی تعریف سے خارج کر رکھا ہے، اور جو خوش قسمت مسلمان ان دونوں قسموں کے شرک سے پاک ہیں، ان کے اندر اختیار و طاقت و حقوق میں شرک کا کوئی شعور نہیں پایا جاتا، اور ساری خرابیوں کا وجود محض اس لئے ہے کہ ان کی بددیوبت سے ایسے لوگ ہیں جنہیں ”علماء دین“ کے عزیز لقب سے یاد کیا جاتا ہے ان حضرات نے صرف معنی واقعی و لائق سے بلکہ شرور اپنے طریق زندگی اور طرز عمل سے بھی یہ ثابت کر رکھا ہے کہ شرک صرف ”ذریب“ کے دائرہ میں پایا جاتا ہے، لہذا جو شخص خدا کو ایک کہے اور نذر و نیاز کو خدا کے سوا دوسروں کے لئے جائز سمجھے بس وہ شرک سے محفوظ ہو گیا، رہے زندگی کے دوسرے معاملات جن میں معاشرت

د جظاہر ہے کہ ایک دوسرے سے بہت مختلف ہوتے ہیں) صحیح طرز عمل اختیار کر سکتا ہے، دوسرے مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی افراط و تفریط شریعت کے منشا سے دور ہے۔ نہ آدمی کو اتنا سرکش ہونا چاہیے کہ وہ اپنے والدین کی خدمت و اطاعت اور ان کے ادب و تعظیم کو بالائے طاق رکھ دے، اور نہ اتنا پرستار و گرویدہ ہونا چاہیے کہ ہر مسئلہ اور ہر معاملہ میں والدین کی نافرمانی کا خوف اس کا دامنگیر ہو، اور وہ ان کو برکت پر ماضی رکھنے ہی کا تہیہ کرے خواہ اس کے اس طرز عمل سے شریعت کے کتنے ہی احکام کی خلاف ورزی لازم آجائے۔

جہاں تک والدین کے حقوق کا تعلق ہے اس سلسلہ کے احکام اتنے معروف و معلوم عوام ہیں کہ ان کا نقل کرنا تحصیل حاصل ہے، کیے معلوم نہیں کہ قرآن مجید میں جو جھڑپیں اور ان کو آف کینے کی بھی ممانعت کی ہے اور ان کے سامنے عاجزی کے بازو دکھانے رکھنے کی ہدایت دی ہے اور یہ کئے معلوم نہیں کہ حدیث میں جنت کو ماں کے قدموں بتلے بتایا گیا ہے، اور باپ سے بھی کہیں زیادہ ماں کی خدمت و اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، البتہ اس کا دوسرا پہلو پیش کرنا ضروری ہے تاکہ لوگوں کو تعمیل احکام کی صحیح اسپرٹ کا اندازہ ہو۔

سورۃ لقمان میں ہے۔

”اگر تیرے والدین تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو کسی کو میرا شریک ٹھہرا لے جس کا تجھے علم نہیں تو ان دونوں کی اطاعت کا حکم کر، البتہ ذہنی معاملات میں معروف طریقے سے تو ان کیساتھ رہ اور راہ ایسے ہی شخص کی پس منبری طرف رجوع کر چکا ہے“ (دکوع ۲)

سورۃ توبہ میں ارشاد ہے۔

”مسلمانو! اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بھائی بند ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو تم ان سے ولایت دوستی کا کوئی تعلق نہ رکھو، تم میں سے جو لوگ ان کیساتھ دوستی و محبت قائم رکھتے ہیں وہی ظالم ہیں“

پھر فرمایا۔

”اے محمد! تم ان سے کہو کہ اگر تم کو اپنے باپ دادا، بھائی بند، بال بچے اور کنبہ و رشتہ کے لوگ نیز اموال اور کاروبار اور ملکات وغیرہ، خلا، اس کے رسول اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ صادر ہو، خلاف اسکی لوگوں کو ہدایت کبھی نہیں دیتا“

سورۃ مجاد میں آیا ہے۔

”جو لوگ خلا اور آخرت پر ایمان لائے ہیں تم انہیں ہرگز نہ پڑاؤ گے کہ وہ خلا و رسول کے دشمنوں سے کبھی محبت کرتے ہوں خواہ وہ ان کے باپ دادا ہوں، بھائی بند ہوں، بال بچے ہوں یا رشتہ و کنبہ کے لوگ ہوں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر خدا نے ایمان کو نقش کر دیا ہے، اور اپنی رحمت سے ان کی تائید فرماتی ہے“

خدا کے ان ارشادات سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ والدین کی اطاعت و رضا جوئی تو بہر حال محدود و مشروط ہے لیکن ان کے ادب، احترام اور ان کی خدمت بھی اس درجہ غیر محدود و غیر مشروط نہیں ہے کہ اس کے سامنے دین کی ساری حدیں لوٹا کر رہ جائیں اور ایمان و اسلام کا وقار ہی ختم ہو کر رہ جائے، مگر دوسرے مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی آدمی اسی وقت افراط و تفریط سے بچکر راہ اعتدال پر گامزن ہو سکتا ہے جب اسے دین کا سچا شعور حاصل ہو اور حدود و اللہ سے پوری طرح واقفیت نصیب ہو ورنہ وہی کبھی نان ظاہر ہوگا جو سماجوں کے ہاں آج نظر آرہی ہے کہ بعض خاندانوں میں تو والدین کی طرف سے لاپرواہی و حقوق فراموشی ہی نہیں ایذا دہی اور سرکشی تک کا کھلم کھلا مظاہرہ ہوتا ہے اور بعض خاندانوں میں ان کی رضا جوئی کے لئے اس درجہ غلو پایا جاتا ہے کہ وہ جس بات یا حرکت کو صحیح قرار دے ہیں وہی صحیح اور جیسے غلط بتادیں وہی غلط قرار پا جاتی ہے

(۳) اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔

ایسا کیوں نہ کیاتے جب کہ وجہ بظاہر معقول نظر آتی

سہ ۹۔ خدایا تمہارے کہ خون تیرا نکلمہ دایا ہم
 دہم تمہیں ہی رزق دیتے ہیں (ادنان کو بھی دیں گے)۔
 معلوم ہوا کہ دنیا میں بظاہر یہ جو نظر آتا ہے کہ کوئی
 پال رہا ہے اور کوئی پل رہا ہے، سو یہ محض اسباب و وسائل کے
 تحت ہے ورنہ درحقیقت ہر شخص اپنا رزق ازل ہی سے
 لکھوا لیا ہے اور وہ کسی نہ کسی ذریعہ سے پہنچتا رہتا ہے جیسا
 نہ کوئی مازق ہے نہ کوئی مرزدق، سب کے سب خدا کی
 ربوبیت و رزقائیت ہی کے طفیل ہی رہتے ہیں، ان سے
 فرما دیا ہے۔

وصامن حابۃ فی الارض (زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں
 ہے جس کا رزق تمہارا علم سے ہے جیسا کہ رزق اللہ کے ہر بندہ جو۔
 مستقر تھا و مستوحھاوا (وہی جاتا ہے کہ ہر ایک جاندار کہاں
 (سورۃ ہود رکوع اول)) ٹھہر لیا اور کہاں سونپا جائے گا۔
 یہ ایسی حقیقت ہے کہ جب تک یہ دل و دماغ کے
 تمام گوشوں پر نہ چھاجائے اور آدمی کو اس سلسلہ میں یقین
 کامل حاصل نہ ہو، دہریے اور مادہ پرست تو ایک طرف اخلاقی
 نظریات کا تائین و مستشرق کا بھی مفلسی کے عالم میں قتل اولاد
 کے تصور سے بچ جانا مشکل ہے، کیونکہ یہ بات تو ہر شخص میں
 کرتا ہے کہ کھانے والے بڑے جانیں گے تو ان کے کھانے کا
 بندوبست دشوار ہو جائے گا، پس جب تک یہ یقین نہ ہو کہ
 اسباب کی اس دنیا میں کھانے والے اور کھانے والے بظاہر
 علیحدہ نظر آتے ہیں، لیکن دراصل ہر اسباب کا مستبب ہے ہی ان
 سب کا مازق ہے، اس وقت تک یہ کیسے ممکن ہے کہ لوگوں
 کے ذہن اس معاملہ میں صاف رہ سکیں اور وہ کھانے والوں
 کو گھٹا دیکھ کر غریبی کو شش چھوڑ کر کھانے کے بندوبست کی
 تعبیری کوشش کر سکیں۔

قتل اولاد کی تین صورتیں ہیں، ایک یہ کہ مانع
 حمل آلات و ادویہ سے انہما لونی کو اسے سے پہلے ہی روک
 دیا جائے، دوسری یہ کہ رحم مادر میں ان کے آجانے کے بعد
 انہیں مختلف دواؤں کے ذریعہ ہلاک کیا جائے، اور تیسری
 یہ کہ ان کی پیدائش کے بعد انہیں قتل کر دیا جائے، یہ تمام صورتیں

شریعت الہیہ کے نقطہ نظر سے صحیح نہیں ہیں، البتہ پہلی و دوسری
 صرف ایسی حالت میں جائز ہو سکتی ہیں جبکہ قریب قریب یقین
 کیساتھ عورت کی جان یا صحت خطرہ میں پڑ جائے، مگر ظاہر ہے
 کہ یہ معاملات انفرادی ہوں گے اور کبھی عام نہ ہوں گے۔
 (۴) بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ
 وہ کھلی ہوں یا چھپی۔

یہ بے شرمی کی باتیں کون سی ہیں؟ قرآن نے ان سب
 کے لئے ایک لفظ ”فواحش“ استعمال کیا ہے جس کا اطلاق ان
 تمام افعال پر ہوتا ہے جن کی برائی بالکل واضح ہے، اور قرآن و
 حدیث میں بعض افعال پر صریحاً لفظ ”فواحش“ کا استعمال کیا گیا ہے
 مثلاً قرآن میں زنا، عمل قوم لوط، برصغلی، جھوٹی بیعت اور باپ
 کی منگھڑ سے نکاح کرنے کو اور حدیث میں چوری، خراب نوشی
 اور بیگ مار گنہ گاروں میں جملہ فواحش بتایا گیا ہے، اسی طرح دوسرے
 تمام شرم تاگ افعال بھی فواحش میں داخل ہیں اور خدا کا حکم ہے
 کہ اس قسم کے افعال یا عداوت نہ کئے جائیں نہ چھپ کر، ان کے
 اعلانیہ، انکاب کی برائی تو بالکل ظاہر ہے، لیکن ان کا خفیہ
 اور انکاب بھی اس لئے ممنوع ہے کہ ایک طرف یہ طرز عمل خدا کی
 بہت سی صفات پر ایمان لاسنے کے بالکل منافی ہے، اور دوسری
 طرف اس طرز عمل سے آدمی کے اندر اسلامی حیات آہستہ
 آہستہ فنا ہو جاتی ہیں اور بالآخر وہ اس کے برعکس اختیار کرنے
 میں بھی باک نہیں کرتا۔

کیا خدا کا یہ حکم مسلمان سن رہے ہیں؟ اگر سن رہے
 ہیں تو بالکل یہودیان و نصاریت کیساتھ حکم کھلا خلاف و ہندی کیسے
 کر رہے ہیں؟ خدا نے تو فواحش کے قریب بھی پہنچنے کی ممانعت
 کی ہے، مگر یہ نہ صرف ان کے قریب جاتے ہیں بلکہ انہیں از سر تازہ
 غرق ہیں، اور درجہ بدرجہ کے تمام آلات فحش و اشاعت کے ساتھ
 وہ ان کی اشاعت میں حصہ دہتے ہوئے ہیں۔

جو لوگ خدا کا ذرہ برابر خوف رکھتے ہیں اور انہیں مٹانے
 مقابلہ میں آخرت کی تزیج کا ذرہ برابر احساس ہے ان کے لئے

جو بہترین ہو وہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد کو پہنچ جائے

جان کی طرح مال بھی ایک قابل احترام چیز ہے، شریعت نے اس کے تبدیل و انتقال اور صرف و استعمال کے تفصیلی اصول و ضوابط مقرر کر دیئے ہیں جن کی پابندی سے ایک موسساتی خزانہ و اختیال کے تمام شاخسائوں سے پاک ہو جاتی ہے، مگر باطنی طور پر یہاں یتیم کے مال کی نسبت احتیاط کی تاکید کی گئی ہے جسکی وجہ ظاہر ہے۔

یتیموں کا گردہ دنیا کا ایک نہایت قابل رحم گردہ ہے اور جو شخص ان کی سب سے کسی بے کسی، بے شعوری اور عاجزی سے سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ان کے مال کو تھپ کر جائیگی فکر کرنے سے اس سے بڑھ کر ظالم اور سنگدل اور کون ہوگا، اس لئے یہ انسانی ہمدردی و شگساری کا عین تقاضا ہے کہ یتیم کے مال سے آدمی کا تعلق زیادہ سے زیادہ بے غرضی نیک نیتی اور اس کی خیر خواہی پر مبنی ہو، جو لوگ غلاماً یتیم کا مال کھا جلتے ہیں ان کو صاف و صریح الفاظ میں ضابطہ یتیم کی وعید سنانی ہے (ملاحظہ ہو سورہ نسا ع رکوع اول)

«۷» ناپ تول میں پورا انصاف کرو۔

آج آپ کی منڈیوں، بازاروں اور لین دین کے مرکزوں کا کیا حال ہے؟ بڑے بڑے صالح تاجر جو بہت سی صورتوں میں نماز، روزہ اور حج و زکوٰۃ کے پابند بھی ہوتے ہیں، معاملات اور لین دین میں اسی روش پر چلتا ضروری خیال کرتے ہیں جس پر ایک دنیا چلی جا رہی ہے، کیونکہ ان کے نزدیک دنیا کے چلن کے خلاف ہلکر تجارت کو کامیاب نہیں بنا یا جا سکتا، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آدمی کے ایمان کا کھرا اور رکھوٹا پن معاملات کی دنیا میں اُکری ہی نکلتا ہے، اس کے جانچنے کا اصل مقام مسجد یا عبادت گاہ کا گوشہ نہیں ہے بلکہ معاشی اور کاروباری زندگی ہے، جو شخص ماحول کی ناسازگار سی اور حالات کی مجبوری کا عذر کر کے اپنی زندگی کے اس اہم ترین شعبہ کی خدائی عدد دے دے بٹانے اور بٹانے رکھنے کی کوشش کرتا ہے، اسے سوجھا چاہیے

تو خدا کا ارشاد بالکل کافی ہے۔

ان الذین یحبون النسیئ
الفاحشہ فی الذین اصلوا
لہم عذاب الیم فی الذل
والاخرۃ ط
(سورہ نذر رکوع ۲۴)

«۵» جس جان کو اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے اسے ناحق ہلاک نہ کرو۔

انسانی جان ایک قابل احترام چیز ہے جسے بلا کسی سبب معقول کے تلف کرنا خدا کے نزدیک سخت ناپسند فعل ہے، پھر یہ ”سبب معقول“ بھی غیر متعین اور مبہم چیز نہیں ہے، بلکہ قرآن و حدیث میں اس کی صرف پانچ صورتیں بیان کی گئی ہیں، ایک یہ کہ انسان کسی دوسرے انسان کے قتل عمد کا مجرم ہو اور اس پر قصاص کا حق قائم ہو گیا ہو دوسری یہ کہ دین حق کے قیام کی ماہ میں مزاحم ہو اور اس سے جنگ کے بغیر چارہ نہ رہا ہو، تیسری یہ کہ دامال اسلام کے حدود میں بد امنی پھیلانے یا اسلامی نظام حکومت کو شکنجے کی سعی کرے۔ چوتھی یہ کہ شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے، اور پانچویں یہ کہ ارتداد اور خروج از جماعت کا مرتکب ہو۔

ان پانچ صورتوں کے سوا کسی صورت میں انسان کا قتل انسان کے لئے حلال نہیں ہے، اگر یہ تعلیم عام ہوتی اور مسلمان اپنے قول و فعل سے نیز اپنے انفرادی رویہ اور اجتماعی طرز عمل سے اس کا شاندار مظاہرہ دنیا کے سامنے کرتے تو یہ ایچی و دور اپنی عظیم الشان تباہ کاریوں کے ساتھ دئے زمین پر نہ چھا گیا ہوتا جس میں انسانی جانوں کے اتلاف کی ٹری ٹری آسٹیمیں سوچی جاتی ہیں اور اس کے ایسے ایسے ہولناک تجربے کئے جاتے ہیں کہ زمین کا کلیجہ پانی پانی ہوا جاتا ہے (۶) یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے

کہ یہ اس کی اپنی انفرادی ذاتی کو تاہم جیسا کہ جن کے طغیانی
آج ساری ملتوں اس کے اصول و عقائد کے خلاف ہیں یہی
ہیں، اب اگر وہ ان غلط اصولوں کو محض اس لئے قبول کر لیتا ہے
کہ وہ ان کا مخالف ہو کر اپنی دنیا کا منظر یا شکل پاتا ہے تو اس کے
اسی طرز عمل سے اس کا جبرم ملتا ہے بلکہ شدید تر
ہو جاتا ہے۔

۸۵) جب بات کہو انصاف کی کہو خواہ معاملہ
اپنے رشتہ دار ہی کا کیوں نہ ہو۔

یہ عدل و انصاف محکمہ عدالت و احتساب ہی کے
ساتھ مخصوص نہیں ہے، زندگی کا کوئی معاملہ ہے جس میں وہی
کو تو ہم کے طرز فکر و طرز عمل سے سابقہ نہیں پڑتا، ایک طرف
انصاف کا تقاضہ کہتا ہے اور دوسری طرف انصاف کی خلاف
ثانہ انصافیوں کی متعدد شکلیں تعلقات و جذبات کے زیر اثر آدمی
کو سیدھی راہ سے چلائی رہتی ہیں، دنیا علاقہ دروالبہ کا ایک
پر پیچ حال ہے جس میں آدمی بروقت پھنسا ہوا رہتا ہے۔
یہاں محض خوبی و خوبی رشتے ہی آدمی کے ذخیرہ یا نہیں ہیں
بلکہ وہ انسانوں کے ملاپ سے لیکر بین الاقوامی معاملات تک
تعلقات ہی تعلقات اور رشتہ داریاں ہی رشتہ داریاں موجود
ہیں، جن کی بندشوں سے آدمی کسی حال میں آراہ نہیں ہو سکتا
مگر شریعت کا منشا یہ ہے کہ انسانی اخلاق قیامت کا جوہر اعلیٰ
عدل تمام رشتوں پر غالب رہے اور نفرت و محبت، دشمنی
و دوستی اور صلح و جنگ کے تمام جذبات عدل و انصاف کے
تابع ہو جائیں، جو شخص رشتہ کے پاس و لحاظ کے علی الرغم
عدل و انصاف پر قائم رہتا ہے، وہ اپنا رشتہ و اقربائی سے جوڑ لیتا
ہے، جو ایمان کا لازماً اور مسلمان کی زندگی کا طرہ
استیا ہے۔

۸۶) لوگو! تم لوگو! اللہ تعالیٰ سے زیادہ
دوسرے مانگہ رکھو، انصاف رکھنا ہے۔

۸۷) اللہ کا عہد پورا کرو۔

اللہ کا عہد ایک نہایت وسیع المفہم لفظ ہے، جس میں
صرف وہ عہد بندی شامل ہے جو لوگوں اپنے خدا سے بنا رہتا ہے
بلکہ وہ تمام معاہدات بھی شامل ہیں جو اجتماعاً و افراداً انسانوں کے
درمیان طے پاتے ہیں، کیونکہ خدا کی بندگی کا مفہوم صرف خدا
و انسان کے باہمی تعلق ہی کو درست کرنا نہیں ہے بلکہ دراصل
انسان اور انسان کے باہمی تعلقات کو درست کرنا بھی خدا ہی
کی بندگی کا تقاضہ ہے، جو شخص خدا سے اپنا تعلق ٹھیک رکھنے
کی فکر کرے اور انسان اور انسان کے باہمی تعلقات کی درست
دنا و رستی سے لا بہرہ رہے، اس کا تعلق خود خدا سے بھی صحیح و
درست نہیں ہے، پس خدا کے عہد کو پورا کرنا صرف اس صورت
میں ممکن ہے جبکہ آدمی حقوق العباد و حقوق اللہ میں سے ایک
ایک حق کو اچھی طرح سمجھے اور انہیں ادا کر لینی کو شش کرے۔
یہی کو شش خدا کے عہد کو پورا کرنے کی
بہترین تعبیر ہے۔

اردو کے ذریعہ

بقیہ راستا دہندی پڑھنے کی کتابیں

ہندی ماسٹر :- حصہ اول و اس کے ذریعہ دو ہفتہ میں
ہندی آجاتی ہے :- حصہ دوم تشریح :- حصہ دوم نظم و حصہ
سوم گرامر :-

ہندی اردو لغت جدید انڈین، جلد ۱ مع گروہ پوش قیمت ۲۰ روپے
اردو ہندی لغت جدید انڈین، جلد ۲ مع گروہ پوش قیمت ۲۰ روپے
یہ دونوں لغات ہندی دانوں کے لئے بھی نہایت اہم اور
ضروری ہیں، انہیں ملی ادبی، مذہبی، سیاسی، سائنسی، دفتری اور سرکاری
پہر و رست کے الفاظ جمع کئے گئے ہیں۔ دفتری مراسلات و کاغذات
سرکاری و دفتروں اور دیگر لوگوں کے صحام اور محرموں کے لئے ہر قسم کے کاغذات
لکھنے کے اصول و قواعد اور دوسرے ہندی میں قیمت ۱۰ روپے

۸۸) لکھنے کا پتہ :- لکھنے تحفظ اردو، رام نگر، نیشنل سٹیٹ

قرآن بدو ترجمہ

ہندوستان کے مشہور بزرگوں۔۔۔ شاہ رفیع الدین... اور... مولانا اشرف علی، رحمۃ اللہ علیہما کا یکجائی ترجمہ۔ اصح المطلاع (دکراچی) کے بلند معیار طباعت و کتابت سے کون واقف نہیں، قرآنی متن کے درمیان دونوں ترجمے نہایت صفائی اور خوبصورتی سے لکھے ہوئے ہیں، پاکستان کتابوں کی آمد میں دشواریوں اور سیکے کے فرق کے باوجود ہم نے کوشش کر کے کچھ نسخے منگائے ہیں، شاید یقین جلد متوجہ ہوں۔

ہدیہ عسکری گریج آٹھ روپے آٹھ آنے۔ مجلہ اعلیٰ گیسارہ روپے۔

تلج کمپنی کی مطبوعات کے حسن و جمال سے باخبر حضرات کے لئے خوشخبری کا باعث ہوگا کہ فی الوقت بھارت میں تلج کا اصلی مال نایاب ہونے کے باوجود مندرجہ ذیل چیزیں

تلج کمپنی کے قرآن اور جمائیں

مکتبہ تجلی سے مل سکتی ہیں — (۱) قرآن مترجم، ترجمہ سلسلے، حاشیہ پر موضع القرآن کا مفید اضافہ، نفیس آرٹ پیپر حسین رنگین چھپائی، ناول سائز، جلد چرمی بائیں، نو روپے (۲) یہی ترجمہ سفید گلیٹر کاغذ پر سولہ روپے (۳) قرآن غیر مترجم چھوٹا سائز تیرہ روپے (۴) قرآن غیر مترجم، سات روپے (۵) جمال، چھپی سائز تین روپے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دصال مبارک کیا حالات پیدا ہو گئے؟ حضور کے عاشق صحابہ نے کس بیشال صبر و ضبط، فہم و تدبیر اور جوش و شہادت کا ثبوت لیا؟ خلافت راشدہ کے قیام کی کیا صورت ہوئی؟ ان تمام احوال کو انتہائی تاریخی صحت کیساتھ شعری و جہاد فرس زبان میں ملاحظہ فرمائیے۔ بقول حضرت امیر القادری، جو رحیل در سیکر حیرت، آرٹ پیپر پر دیکش طباعت و کتابت کے ساتھ قیمت قلمی دو روپے ڈسٹ کور 5/- پانچ روپے۔

شامی (جسید)

دعائے عثمانی

اسلامی تہذیب و تمدن کا یوں پر اثر

از محمد فضل حق شمشیر (بہار شریفیہ)

یورپ کو مسلمانوں نے مادی علوم و فنون کے جو شہیاں سے اور زر و جواہر اور اصول و معادیات سے ان سے تاریخ کبھی انکار نہیں کر سکتی، لیکن مسلمانوں کے موجودہ دور زوال و انحطاط میں ان گزری باتوں کی یاد ”پرہم سلطان بود“ کے حسرت آمیز آواز سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی، یہی تاکہ دست راست میرزا باپ بادشاہ تھا نہیں فقیر ہوں۔ میرزا باپ تاجدار تھا میں ”خاکسار“ ہوں، میرے باپ نے شہرہ و دیار کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندلا۔ اور میں اشمہب دہر کی ٹھوکروں میں روندنا جا رہا ہوں، میرے ہاتھ تلے اور دیوان اور مجلس بنائے اور میرے پاس جمو تپڑی بنانے کا بھی سرمایہ نہیں! ہم مسلمان حقیقت میں مردہ پرست ہیں، ہمارے جذبہ پرستش کا وہاں حملے لایزال کی ذات گوی سے ہلکے دوسری سمتوں میں بہ رہا ہے، مرحوم بزرگوں کو ہم پوجتے ہیں، یادگاروں اور سنگ و عشت کے میناروں کو ہم پوجتے ہیں۔ داحسرتا! کہ یہی ہے آج ہمارا سارا سرمایہ اور یہی ہے ہمارے فخر و ناز کی کل متاع۔

کیا یہ حقیقت عقل نظر نہیں ہے کہ ہمارے مسلمان بادشاہوں اور فنکاروں نے علم و فن اور تہذیب و تمدن کے نام پر یورپ کو جو کچھ دیا وہ بے میل اسلامی سرمایہ تھا یا منسوخ شدہ ہم اسلامی متاع۔ ہمارے خیال میں وہ تہذیب و تمدن وہ لاویہ حیات، وہ جاوہ ترقی جو مسلمان بادشاہوں اور فنکاروں کے ذریعہ یورپ کو ملنا تھا، اسلامی نہیں تھا، اس لئے مادی بنیادوں پر خواہ ہم اپنے مسلمانوں کے کارناموں پر کتنا ہی فخر کریں، لیکن اسلام کی بارگاہ میں گزیر نہیں اٹھا سکتے۔

ہمارے اکثر حکمرانوں نے اسلامی نظام زندگی، اسلامی معاشرت، اسلامی طرز حکومت، اسلامی عقیدت، اسلامی اصول و افکار کیساتھ وہ انصاف نہیں کیا جس کے وہ سچے تھے۔ کم و بیش ہر حکمران نے اپنے رجحانات، اپنے عیالات، اپنے طرز فکر کو اسلامی قدروں میں سمو کر اسلامی تصورات کو کافی حد تک بدل دیا۔ اپنی وراثی تہذیب کے رسم و رواج اسلامی تہذیب کے قالب میں داخل کئے اور اسلامی آئین و احکام پر خود ساختہ و خود پسند یہ تکیلات، کا مجمع چڑھایا۔ یہی باعث ہے کہ زمانہ ایک ”واقعی مسلمان بادشاہ“ ایک واقعی اسلامی تمدن، ایک واقعی اسلامی نظام حیات کا کوئی تصور نہیں رکھتا، بلکہ ”باآد باطلتک پریشیا“ دسلے تا جداروں، سنگ خراہ اور موسے کے تخت داسے بادشاہوں، خراب صورت

مکملوں، اور اپنے تعلیموں و فلسفوں کے مطابق اصلاحی نظام حکومت کا تائید و تحفظ ہے۔ اور خلافت راشدہ کے مثالی دور سے آنکھیں بند کر کے گزر جاتا ہے۔

بہر حال پیش نظر مختصر مضمون کے مطالعہ سے ناظرین کو تھوڑی دیر کے لئے بھی آسودگی اور دلچسپی ملنا سہل ثابت شاید مل جائے۔ اس مضمون پر تلاش کے لئے جو آج تک کی روٹی پر گزارہ کر رہا ہے، گزری ہوئی کل کے پلاؤ اور دریغ مسلم کی یاد بہر حال دلچسپ مشغلہ سمجھی جاسکتی ہے (دع)

کر دیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسپین اور سلی کا غریبی تمدن دور روشن چرخ تھا جس نے سارے یورپ کو بیدار ہونے میں مدد دی اور اسے اپنی جہالت اور لوہمات سے نجات پانے کا موقع ملا۔

جس وقت یورپ میں تہذیب و تمدن کا اور علم و فن کا نام بھی نہ تھا، عرب، ایران، ہندوستان، تانار، مغرب شام روم وغیرہ ممالک اسلامی تہذیب و تمدن کے زیر نگین تھے۔

جس وقت اسپین میں اسلامی حکومت قائم ہو گئی اسی وقت سے اسپین اسلامی تہذیب و تمدن کا بے نظیر نمونہ بن گیا، یہاں سے اسلامی تہذیب و تمدن اور علم و فن کا چشمہ پھوٹ پڑا، اسپین میں علم طب، علم ریاضی، جراحی، علم ہیئت جغرافیہ کی بہت اعلیٰ درجہ کی بڑھائی ہوئی تھی، اسپین میں بہت سے مدرسے قائم تھے جس میں ہر فن کی عمدہ بڑھائی ہوئی تھی

دربار کی طرف سے انھیں کافی مدد ملتی تھی، اسپین میں الوداع اور البون رشید بہت مشہور سائنس کے ماہر ہوئے تھے، انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی تھیں جن کا ترجمہ بہت ہی زیادوں میں ہو چکا تھا، اسپین کی مسلم خواتین بھی علم و فن اور تہذیب و تمدن کے شعبے سے فیض یاب ہوئی تھیں، انہی مدرسوں میں بہت سے فرانسیسی اور جرمنی طلباء بھی انھیں علم کے شوق میں آتے تھے اور اسلامی تہذیب و تمدن سے متاثر ہو کر اپنے ملکوں میں جا کر وہاں بھی اسی تہذیب و تمدن کی اشاعت کرتے تھے جن سے

فرانس اور جرمنی میں اسلامی تہذیب و تمدن کی اشاعت ہونے لگی اور ان ملکوں نے اسلامی تہذیب و تمدن کے اثرات کو قبول کر لیا۔

اسپین میں بہت سی قیمتی نایاب اہل اعلیٰ درجہ کی

اسلام وہ درس انسانیت ہے جو دنیا کے اور اصولوں پر کی حقہ اپنا اثر جمائے ہوئے ہے، اسلام نے اپنی شاندار تہذیب و تمدن کو نہ صرف ایشیا میں بلکہ یورپ میں بھی پھیلا دیا ہے۔

آج یورپ کے تہذیب و تمدن میں جو نمایاں، شاندار اور عظیم المسائل ترقی کی ہے وہ اسلامی تہذیب و تمدن کا تہن منہ ہے۔ مسلمانوں کے شاندار تہذیب و تمدن کا خاتمہ حالہ کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں سے منسلک تک

جو یورپ کا تار یک ترین ہے، مسلمانوں نے اپنے شاندار تہذیب و تمدن کو بغداد، اسپین اور ترکی سے سارے یورپ میں پھیلا دیا۔ مسلمانوں نے سسلی کی راہ سے اٹلی کو، اسپین کی راہ سے

فرانس، جرمنی اور انگلستان کو، اور ترکی سے روس "بلغاریا" پر گوا، سلویا، لٹوانیا اور پولینڈ کو اپنی شاندار تہذیب سے منور کر دیا۔

حرف میرکاب لکھتا ہے :-

غریبی تمدن نے اپنے زیر اثر ممالک میں رواداری آزادی سماجی انصاف، صفائی، ہمدردی اور عام خوش حالی کو جس طرح عام کیا اس کی نظیر عیسائی دنیا صدیوں تک پیش نہ کر سکی۔

مغربی موزخوں نے عربوں کی ان شاندار خدمات اور سب سے نظیر تمدن کو مٹانے کی کوشش کی ہے، اور اس کی جگہ ایسے جھوٹے واقعات گھڑے ہیں جن سے یہ ثابت نہ ہوتا ہے کہ عیسائیت ہی نے دنیا کو

نفتیس عطا کی ہیں

دہ چلتے چلتے غریبی تمدن کا جو صرف صلیبی جنگوں سے

ماریتے ہیں اور یہ بات بھول جاتے ہیں کہ صلیبی جنگوں سے

پہلے عربوں نے سسلی کی راہ سے اٹلی کو علم و تمدن سے نالا مال

کتابیں تھیں، یورپ کے طلباء اور مباح آستے تھے اور ان کتابوں کا یورپ کی دوسری زبانوں میں ترجمہ کرتے تھے۔

۶ یوں کے زمانے میں سسلی میں اسلامی تہذیب و تمدن کا گلشن لہلہا پاتا تھا، مسلمانوں کے زیر نگیں ملکوں کی آبادی ڈھائی تین لاکھ سے اوپر تھی، اس کے برعکس لندن پیرس اہدوم کی آبادی تیسرا تیسوا ہزار سے زیادہ نہیں تھی، مسلم ملکوں میں ہزاروں لائبریریوں تھیں، عرب یونیورسٹیوں میں سائنس کی تعلیم عام تھی، اہل یورپ نے عرب یونیورسٹیوں سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا اور اپنے ملکوں میں بھی سائنس کی اشاعت کی، اگرچہ اسپین میں مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، اور عیسائی بادشاہ نے مذہبی تعصب کی بنا پر کتب خانوں کو کھلا ڈالا، لیکن اس وقت تک یورپ میں اسلامی تہذیب و تمدن کے کافی اثرات پھیل چکے تھے۔

اسپین نے یورپ کے ایک حصہ میں اسلامی تہذیب و تمدن کی اشاعت کی، لیکن دوسرے حصہ میں اشاعت کرنے کا سہرا بغداد اور قسطنطنیہ کے سر پہ، خلافتِ عباسیہ کے شاندار دور میں بغداد اسلامی تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کا عظیم المثال نمود تھا، ہارون رشید اور مامون رشید کے وقت میں بہت سے پختہ بھارت سے بغداد گئے تھے، اور سنسکرت کی کئی کتابوں کا ترجمہ عربی میں کیا تھا۔

سنسکرت کی جن کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں ہوا، ان میں نجوم، طب، بیطاطی، سپہگیری، اخلاق اور فلسفہ مذہب، ناول اور ڈراما کے متعلق تھیں، مقالات شمس المشرق،

جب ان کتابوں کا عربی میں ترجمہ ہو گیا تو ان میں کافی ترجمہ کے بعد مسلمانوں نے انھیں یورپ تک پہنچایا، مسلمانوں نے علم ہندسہ لکھا کیا، اہل یورپ ہندسہ کا علم نہیں دیکھتے تھے، مسلمانوں نے اہل یورپ کو ہندسہ کا علم سکھلایا، پھر ہندسہ کا علم یورپ میں پھیل گیا، الجبر ابراہیم جعفر محمد بن عربی نے ایک کتاب لکھی، جس کا اہل یورپ نے لاطینی زبان میں ترجمہ کیا، ابن سینا مشہور طب و فلسفی تھا، وہ مشہور میں قلم ایں پیدا ہوا، اس نے علم طب پر

بہت سی کتابیں لکھیں، اس کی مشہور تصنیف "قانون طب" شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے، اس کی کتابوں کا بھی اہل یورپ نے ترجمہ کیا اور اس کے اصول یورپ میں پھیل گئے، محمد خیام ایران کا ایک مشہور شاعر اور فلسفی تھا، اس وقت فلسفہ میں اس کا کوئی ہمسرنہ تھا، اس نے جبر و مقالہ پر ایک بہت ہی عمدہ تصنیف کی تھی۔

جب سلطان عباسیہ کا زوال ہو گیا تو اس وقت سلطنت عثمانیہ نے اسلامی تہذیب و تمدن کو یورپ میں پھیلائے گا کام اپنے سر لے لیا، ان کا دارالخلافہ انڈر یا نوبل تھا، لیکن جب یورپ نے ترکی خاتون کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور قسطنطنیہ پر ترکوں کا تسلط ہو گیا تو یورپ پر اسلامی تہذیب و تمدن کی اشاعت کا دروازہ کھل گیا، ترکی مسلمانوں نے بھی اسلامی تہذیب و تمدن کی اشاعت میں نمایاں حصہ لیا، اس کا اثر یہ ہوا کہ اہل یورپ نے اسلامی تہذیب و تمدن کے اثرات کو قبول کر لیا۔

غرض مسلمانوں نے اسلامی تہذیب و تمدن کے کافی گہرے نقوش اہل یورپ پر ڈالے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وحشی یورپ اسلامی تہذیب و تمدن کو اپنا کر مسلمان اور ترقی یافتہ ہو گیا۔

یہ اسلامی تہذیب و تمدن کی گوشہ سازی ہے کہ

آج یورپ سائنس میں ترقی کی بلندیوں پر پہنچ گیا ہے،

یورپ کی موجودہ ترقی اسلامی تہذیب و تمدن ہی کی بہترین

مثبت ہے۔

العلم والعلماء

دیباچہ عرب کے مشہور عالم و جامع بیان العلم و فضلہ، کاسطیس اردو ترجمہ۔
علم و فضیلت علم اور اہل علم کی عظمت اور ذرا دیوانہ کی جامع بیان بہترین علمی و تاریخی واقعات سے لبریز، قرآن و سنت اور احکام کا نواز تذکرہ، سفر نامہ آناشافی وغیرہ۔
صفحات ۲۹ متوسط قیمت، چار روپے آٹھ آنے۔

غزل

از جناب احسان دانش صاحب

احسان دانش کا نام ہندو پاک کے حلقوں میں غزل کے تعارف نہیں، ایک زمانہ تھا جب آپ کے نظموں سے ہندوستان کا گوشہ گوشہ گونج رہا تھا۔ آج برسے برسے حالات میں ان نظموں سے اگرچہ بھانسنے کا نام محروم ہو گئے، لیکن احسان کی شاعری نہ صرف زندہ ہے بلکہ فکر و بصیرت اور سنجیدگی و گہرائی کی ادنیٰ منہ نہ لیں طے کر رہی ہے، ہم ان کے نمونوں میں کہ تجلی کو انھوں نے اپنے کلام سے نوازا اور امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی وہ نوازش فرماتے رہیں گے... (دع)

نظر فریب نضا کھا گئی تو کیا ہوگا	حیات موت سے ٹکرا گئی تو کیا ہوگا
بزمِ ہوشِ تجلی کی جستجو بے سود	جنوں کی زد پہ سرد آگئی تو کیا ہوگا
خوشی چھینی ہے تو غم پر بھی اعتماد نہ کر	بہر دوح غم سے بھی آن گئی تو کیا ہوگا
یہ فکر کر کہ ان آسودگی کے دھوکوں میں	تری خودی کو تو موت آگئی تو کیا ہوگا
شفق کے ابرو طافی بھی خوب ہیں لیکن	سردوں پہ سچ لکھنا چھائی تو کیا ہوگا
شہابِ لالہ گل کو بیکار کرنے والو	خزاں برنگِ بہار آگئی تو کیا ہوگا
نہ قانون کے حلقوں میں لے چلو جھکو	میں بے ادب ہوں ہی آگئی تو کیا ہوگا
جو ان خونِ سنہ کے کعبیت کو مفید سہی	زمینِ فصل کو خود کھا گئی تو کیا ہوگا
نئی سحر کے بہت لوگ منتظر ہیں مگر	نئی سحر بھی جو کب لائی تو کیا ہوگا

وہ داستاں جو مصائب میں دفن ہو احسان

زبانِ طلق پہ جب آگئی تو کیا ہوگا

اداز و جیتا

ازب۔ عنوانِ حشیتی

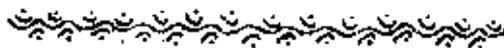
بہارِ حشیتی

عنوانِ حشیتی (جو عمر بونے کے باوجود بعض باتیں بڑی پر مغز اور گہری کہہ جاتے ہیں) آپ کے نام اور کلکام سے ناظرین تجسبی خوب آشنا ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ اس بار ذیل کے چند اشعار ان کی کچھلی تمام کاوشوں پر بھاری ہیں ہر شعر اپنی جگہ حسین و جمیل اور انسانہ و انسانی ہے..... (ع)

اہل دانش غلط افکار تک آپہونچے ہیں امن کے نام پہ تلوار تک آپہونچے ہیں
جبر سے ہم کرم یا رنگ آپہونچے ہیں نار سے کھیل کے الوار تک آپہونچے ہیں
پھول چھیننے کے لئے خار تک آپہونچے ہیں فتح کے شوق میں ہم بار تک آپہونچے ہیں
تیرا احسان ہم بھی گراں ہے اسے دوست اہل دل جذبہ پندارتک آپہونچے ہیں
یہ بھی ناکافی پیہم کا صلہ ہے کہ نہیں ؟ قافلے گرمی رفتار تک آپہونچے ہیں
ناخداؤ! کہیں غفلت کا نتیجہ تو نہیں وہ سفینے کہ جو منجھارتک آپہونچے ہیں

زندگی جن سے عبارت ہے وہی انسانے

آج عنوان کے اشعار تک آپہونچے ہیں



وہ راہب کس

— ششتم سیمائی —

وہ جن کے ایماں کی شعلوں سے کبھی ہر اک رہگذر تھی روشن
وہ راہب برہانقاہ میں اب ”ظہیر مہدی“ کے منتظر ہیں
جنہوں نے دنیا پہ قال دی تھی رو اسنے امن دسکون ترہ کر
انہیں کے قلب دہجگر پریشاں انہیں کے شیرازے منتشر ہیں

وہ جن کے قدموں کی آہٹوں سے سکوت گرداب کانپ اٹھتا
فریب ساحل انہیں کی کشتی ہر ایک منزل پہ کھا رہی ہے
سگے چولتے تھے برق و طوفان سے مسکرا کر ہر اک قدم پر
انہیں مصائب کی ہلکی ہلکی سی ایک لہر دیش رلا رہی ہے

وہ جسکی اک جنبش قدم سے فحائے منسوب دہل اٹھی تھی
اب ان کی آواز زندہ گئی ہے اب ان کے لب پر فتاں ہے باقی
وہ جسکے شعلوں سے خرمین کفسر تو وہ حناک بن گیا تھا
نہ سوز قلب دہجگر سے ان میں نہ گرجی جسم دھیاں ہے باقی

ہر ایک رہزن پر شکل رہبہرا انہیں بہ ہر کام لوستا ہے
بہسار کے روپ میں خزاں ان کے گلشنوں کو اجاڑتی ہے
ہزاروں گمراہ رہبہروں کی جہالتوں سے بھری قیامت
قدم اب ان کے جہاڑہستی میں چارہبا نب اکھاڑتی ہے

ستارے کچھ ہی جا رہے ہیں سیاہ رات اور ترہ وہی ہے
میں گی تارکیاں یہ کب نکلا سحر کا دامن کہاں ہے یا رہا ؟
وہ ٹوم جو سو رہی ہے صدیوں سے جانے کب ہو شیار ہوگی
وہ جس میں برستے گی ہم پر رحمت تری ادہ ساون کہاں ہے یا رہا ؟

ہمارا قومی پروگرام

زہرہ سخن سیدہ اختر صاحبہ

مسلمانوں کے موجودہ حالات میں سیدہ اختر کا یہ "نعرہ مستار" ہم صیغہ نحووں اور تہی دامنوں کو تو "ہوتے دیا" سے زیادہ کچھ نہیں معلوم دیتا، شاید زیادہ جری لوگ اسے "پلے پر کی" بھی کہیں، لیکن بہر حال خواب دیکھتے ہیں کیا حرح ہے، اور صبح خواب ہی کی لذت کچھ دیر کے لئے تعلیمی دوراں بھلا دے۔۔۔۔۔ (دع)

دنیا کی ہے کیا ہستی؟ ہم حشر ملا دینگے	نکیر کا لاک نعرہ جب اہل کے لگا دینگے
اخلاق سلف لیکر ایمان سلف لیکر	افسانہ حاضر کو رنگین بنا دینگے
اسلام کے متولے ہیں فخر و غنا دلے	سیرا بہ پرستی کی بنیاد بنا دینگے
وحدت کی بجلی کو، کثرت کی ضرورت کیا؟	ہیں شمع تو پھر سب کو پر دامن بنا دینگے
سہمے فتح ہمیں کرنا، ہر مسرکہ باطل	یہ صرف ہمیں دعویٰ یہ کہہ کے دکھا دینگے
تفریق کی کیا ہستی جو ہم پہ نظر ڈالے	تعلیم کی قوت سے ہم اس کو مٹا دینگے
آئے گا زمانے میں پھر امن و سکون ہم سے	پھر عدل و کرم اپنا ہم عام بنا دینگے
ہم کیا تھے؟ ہر افسانہ، بس یاد کریں گے ہم	ہم کیا ہیں؟ اسے بالکل اب لے بھلا دینگے
گوجے گا فضاؤں میں پھر شور و اذان اپنا	پھر عالم ہستی میں ہم دھوم مچا دینگے
اسے زعم ستم گاری! ایسے ہمیں ہی بیداری	تیرے سر نخوت کو اک روز جھکا دینگے
ہم شیر کے بچے ہیں، روکے تو ہمیں کوئی	دریا بھی اگر آئے پایا بنا دینگے
خرفوں میں نہیں کیوں ہم، کمزور نہیں کیوں ہم	ابسا کوئی پکارے تو ہم ایک صدا دینگے
اسے ارض مقدس تو آنے سے گھڑی وہی	ارشاد رسالت پر ہم سر کو کٹا دینگے

بلوچھے گا اگر اپنی، روجاد کوئی ہم سے
اختیار کے ترانے کو ہم پڑھ کے سنا دینگے

انڈیشہ کی دستاویز

حیرت شملوی

کون سن بنا ہے دین مذہب کی	آج دنیا ہے اپنے مطلب کی
ہم اگر دن کا ذکر کرتے ہیں	پھرتے ہیں وہ گفتگو شب کی
انہی کیا ہو گئی خدمت خلق	ہے تپیں فکر جاہ و منصب کی
وہ آدوں مات خیر مانگتے ہیں	اپنے پیسہ منہ لیا لب کی
ان کے وعدہ کا اعتبار کیا	ہے خیر تھے یہ بات ہے جسکی
الشر الشر و دستوں نے بھی	اب نکالی ہے دشمنی کب کی

کس ہوئی ہے وہاں پذیرائی | ذوق شائستہ و مہذب کی
 ہنکو اس تک یہی نہیں آیا | کس سے کرتے ہیں ہنسن کی
 اس سے پہلے ہی کاشش ہوجاتی | وہ عنایت جو آپ نے اب کی
 کچھ نہ پوچھو کہ داستانِ دنیا | ہم نے کس کس طرح رقیب کی
 یہ ہمارا ہی ظرف ہے حیرت | سن رہے ہیں بڑی بھلی سب کی

انڈیشہ کا بطل

۱۲
محمد اسحاق صاحب سہارنپوری

تمہیں کچھ نالہ و فریاد سے حاصل تو کیا ہوگا
 خدا داد جو اب اس بات کا لے اہل حق جھکو
 جفا دہی سے تمہاری تنگ اگر خوف ہے جھکو
 یہ کیوں ساحل آئیں ہیں خندہ زبان طوفانِ والفر
 نظر اہل تریشہ کی ابھی سے خیرہ خیرہ ہے
 تلاشیں منزل مقصود میں اسے طالبِ ہوس
 نہ کھولیں نہ باں اپنی بگڑ جانے کا اسے احتیاط
 دلاؤں سے تمہارے شوخ وہ تامل تو کیا ہوگا

میں ہیں اکیلا طول سفر ہے اور ہزاروں ہیں منزل
 من کو لگ ہیں چین نہیں ہے جگتے بلاؤں کا مسکن
 مٹ نہ سکی عمروی اپنی میں نے کئے گولا کہ جتن
 ہر منزل میں خار نو کیلے ہیں ہے الہی یا گلشن....

مضمون

۱۱
حمود پورہ کاکوی

لو اگر حق بات ذرا بھی نتیجے سے کشتی ہے گردن
 پھر بھی غمِ مہم ہی ہے اپنا تولد کے کھ دوں کل بندھن

قرآن

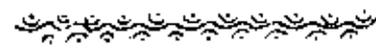
بلا ترجمہ

قرآن :- شاندار عکسی رہبر صفحہ پر خوش نما
بیل۔

حروف کھلے کھلے روشن۔ کاغذ سفید۔ ٹائپل وکٹس
رنگین۔ حرکات نہایت عمدگی سے دیئے گئے۔

صحت میں بے نظیر۔ چھپائی میں اعلیٰ۔ جلد کراچی
جس پر سنہری ڈائی ہے۔

ہدیہ نو پے آٹھ آنے



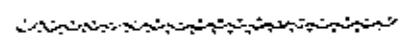
قرآن

:- ستارہ روشن حروف۔
زیر زبر نہایت موزونیت سے لگے ہوئے۔ حروف
صاف روشن۔

بچوں اور موٹی نگاہ والوں کے لئے خصوصی

چیز ہے۔ کم خرچ بالائشیں

ہدیہ جلد کراچی پانچ روپے

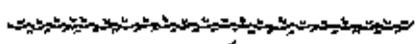


قرآن

ترجمے والے

قرآن :- ترجمہ۔ حضرت شیخ الہند۔
تفسیر :- علامہ شبیر احمد عثمانی۔

یہ قرآن اپنی شہرت و مقبولیت کے باعث کسی
تعارف کا محتاج نہیں۔ آجنگ کے تمام مترجم و محشی قرآنوں میں
اس کی حیثیت تاروں میں چاندی ہے۔ حسن سیرت کی ساتھ حسن
صورت بھی کم نہیں۔ متن ترجمہ اور حواشی سب کے سب بلا کٹے
چھپے گئے۔ متن کی زمین حنائی بلا کوں سے ابھاری ہوئی۔
ہدیہ غیر مجلد میں پے (مجلد اعلیٰ چوبیس روپے)



قرآن

:- ترجمہ۔ حضرت حکیم الاقت مولانا تھانوی۔
مع حاشیہ مفیدہ۔ باخبر حضرات خوب جانتے ہیں کہ مولانا تھانوی
کا کم گرامی آجانے کے بعد کسی تعارف کی ضرورت نہیں رہتی۔
پہر سلمان حضرت کے ترجمہ پر مکمل اہتمام کرتا ہے۔ مزید خوبی اس
قرآن کی یہ ہے کہ شروع میں چند مفید چیزیں شامل کی گئی ہیں۔
جن سے پڑھنے والے بید فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ تاریخ صحف
جغرافیہ قرآن، فصل القرآن، حکم و مشاہیر، احکام القرآن، تاریخ
قرآن، تعداد کلمات و حروف قرآن و تعداد حرکات سکونات۔

سورہوں کی فہرست، یہ سب مضامین سلیس اور ویس ہیں۔

کاغذ سفید۔ نکھائی چھپائی روشن، زمین حنائی۔

ہدیہ جلد کراچی دس روپے (مجلد اعلیٰ تیرہ روپے)

دینی و علمی کتابیں

مکتبہ تجلی سے کتابیں خرید کر دینی خدمت میں یا تھ پٹائیے

مکمل مدلل ہاشمی زیورہ

روزمرہ کے معاملات میں صحیح شرعی رہنمائی کے لئے اس مشہور زمانہ کتاب کا ہر مسلمان گھر میں رہنا ضروری ہے۔ ہر مسلمان خصوصاً عورتوں کے لئے یہ ایک تحفہ بے بہا ہے۔ بعض مفید انسانے بھی کتے گئے ہیں۔ مثلاً کشیدہ کاری۔ طب نبوی۔ معمولات ہمدی۔ سوانح مصطفیٰ وغیرہ وغیرہ۔
کاغذ کتابت و طباعت عمدہ مکمل گیا رہ چکے۔ قیمت غیر مجلد بندرہ روپے (مجلد سترہ روپے)

قصہ قرآن

ایک عظیم الشان، مہمی اور علمی ذخیرہ اور زبان میں حتمہ اولیٰ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت موسیٰ و ہارون تک تمام پیغمبروں کے مکمل حالات و واقعات۔ قیمت چھ روپے۔
حصہ دوم۔ حضرت یوشع علیہ السلام سے لیکر حضرت یحییٰ علیہ السلام تک تمام پیغمبروں کی مکمل سوانح حیات اور ان کی دعوتِ حق کی عقائد تشریح و تفسیر۔ قیمت صرف تین روپے۔
حصہ سوم۔ اصحاب الکہف و الرقیسم اصحاب لقریہ اصحاب اصحاب الرین۔ بیت المقدس اور ہود۔ اصحاب الہندود۔
اصحاب المغنیل۔ اصحاب بختہ ذوالقدرین اور سب سے سکندر دی

سما اور سب عزم وغیرہ۔ قصص القرآن کی مکمل و مستند تفسیر قیمت پانچ روپے۔
حصہ چہارم۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کے مکمل و مفصل حالات۔ قیمت چھ روپے آٹھ آنے۔ قیمت مکمل ست غیر مجلد سبیل روپے آٹھ آنے۔ ہر حصہ الگ الگ میں طلب کیا جاسکتا ہے۔

ایک نازک اور پیمیدہ سوال جواز اور ایسے حجاب

تقدیر کیا ہے؟

آئیے۔۔۔ علامہ شبیر احمد عثمانی کی تقریر بخاری داروں کا وہ حصہ آپ کو دکھائیں جو اس عقیدہ کی نقاب کشائی کرتا ہے۔ عام فہم زبان میں دلنشین دلائل اور تقدیر کی الجھن کا حل۔ آپ مان جائیں گے کہ "تقدیر" کے موضوع پر آج تک اس سے بہتر گفتگو آپ نے نہیں سنی۔
کھائی چھپائی کا غرض
قیمت صرف آٹھ آنے

امام اعظم ابوحنیفہ کی مفصل سوانح حیات

سیرۃ النعمان دارون

مسلمانوں کی اکثریت امام ابوحنیفہ کی پیرو ہے۔ لیکن کم لوگ ہیں جو دین کے اس اعلیٰ عہد کی سوانح حیات سے واقف ہوں۔ "سیرۃ النعمان" اسی کی کہلا کر کرتی ہے۔ اس میں آپ کی زندگی کے مفصل حالات اور منتخب ایمان افروز واقعات اور عبرت ناک واقعات کو الف جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت خیر مجلد دورو روپے (مجلد تین روپے)

—————

قرآن کی صداقت

میرزاں التمشیل

دیگر مصنف مذہبی کے مقابلہ میں دو سواں دلیل ایک لاجواب تصنیف جواب نایاب ہوتی جا رہی ہے، قیمت تین روپے (مجلد تین روپے بارہ آنے)

—————

عملیات کی کنجی

جواہر خرمہ اصی

جواہر خرمہ اصی اردو ترجمہ سے نایاب تھی، اتفاق سے کچھ نسخے ہاتھ آگئے ہیں۔ تو یہ عملیات جنات و شیاطین و کھڑو کھات کے مشفق عجیب غریب چیزوں سے یہ کتاب بھر لو ہے۔ دنیا کی ہر جائز ضرورت کے لئے اس میں مجرب عملیات و تجویزات موجود ہیں۔ کوئی کتاب اس موضوع پر آج تک اتنی مفصل رہی نہیں لکھی گئی۔ اور لطف یہ ہے کہ غیر اسلامی مشرکانہ باتوں سے پاک صاف ہے۔

بدیہ غیر مجلد یا پھر دو روپے (مجلد چھ روپے)

ترجمان السنۃ

ارشادِ اہل نبوی کا جامع اور مستند ذخیرہ اردو زبان میں

جدید اقرآن:۔ اردو میں آج تک احادیث کے چند مختصر اور ناقص تراجم کے سوا کوئی مہتمم بالشان کار نامہ انجام نہیں لیا گیا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ (ترجمان السنۃ) کے نام سے خدمتِ حدیث کا عظیم الشان سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ حدیث کی اس عظیم الشان صحاح و مسانف میں بیس عام فہم ترجمہ اور تشریح لکھی۔ شروع میں ایک سو دو مقدمہ ہے۔ جس میں ارشادِ اہل نبوی کی اہمیت اور احادیث کے مزاج و طرز پر بہترین بحث کے علاوہ تدوین حدیث کی تاریخ اور مقام رسالت و نبوت اور دیگر اہم ترین عنوان پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے۔ بعض مشہور ائمہ حدیث اور کامرین السنۃ کے حالات بھی شامل کئے گئے ہیں۔ بدیہ دس روپے (مجلد بارہ روپے)

جلد دوم:۔ فقہ امت ترجمہ جانے کے بعد "ترجمان السنۃ" کو مجبوراً مختلف جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا، چنانچہ جلد ثانی کتاب اللیگان والا سہرام کے تمام اہم ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد کی سب خوبیاں اس میں موجود ہیں۔ بدیہ نو روپے (مجلد گیارہ روپے)

—————

علامات قیامت

مصنف:۔ حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ قیامت کب اور کس طرح آئیگی۔ مفصل جواب قرآن اور حدیث کی روشنی میں۔ قیمت ۸۔

—————

آدابِ انبی

حجۃ الاسلام امام غزالی کا ایک ایمان افروز رسالہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق، عبادت اور علمی شریف و معجزات وغیرہ اختصار و سلاست کیساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ بدیہ صرف ۸۔

المصلح العقلیہ

احکام اسلامی کی حکمتیں

کتا روہانی کیفیت حاصل ہوگا ان لوگوں کو جو یہ جان سکیں کہ اسلام کے فلاں حکم میں کیا نکتہ ہے۔ فلاں حکم میں کیا بھید ہے۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب نے "المصلح العقلیہ" میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، نکلح بیع وشرع اور دیگر صد بابوں پر مکتوبات اور بابیکوں پر عام مفہم ملیں اور وہیں روشنی ڈالی ہے۔ غیر مکتوبات جلد ہے۔

حیات المسلمین (اردو)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی نے اس کتاب میں ایسی ام دینی چیزیں شامل کی ہیں جن کو اہل حقہ اور کفر کے مسلمان کی زندگی صحیح معنی میں اسلامی زندگی ہو جاتی ہے۔ جو اب ہم مہول غفلت اور اعمال و عبادات مختلف مذہبی کتابوں میں بکھری ہوئے ہیں ان کو یکجا کر کے ہر شخص کے لئے تکمیل عقائد اور تکمیل عبادت کی مشکل راہ آسان کر دی گئی ہے۔ جلد مع خوبصورت ڈسٹیکور۔ قیمت چھ

رہنمائے قرآن

اسلام اور پیغمبر اسلام صلعم کے پیغام کی تابناک صداقت کو سمجھنے کے لئے اپنے انداز کی یہ بالکل جدید کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

التوحید

اسلام کی توحید فاضل پر ایمان افروز معلومات کا خزانہ ہے۔ ہدیہ ایک روپیہ۔

رہنمائے عربی

نہایت آسان عام مفہم انداز میں عربی پڑھنے لکھنے اور بولنے کے قواعد پر مشتمل یہ کتاب عربی کے شائقین کے لئے بہترین استاد ہے۔ کم فروج بالائیں۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

اصلاح الرسوم (اردو)

از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ زندگی کے ہر شعبے میں بے شمار رسمیں اور طریقے ایسے رائج ہو گئے ہیں کہ جو فی الحقیقت خیر اسلامی ہیں لیکن ہم لاعلمی کے سبب انکی جڑانی سے واقف نہیں، ایسے رسم و رواج کی اصلاح کے لئے حضرت حکیم الامت کی یہ تصنیف بیش بہا تحفہ ہے زبان عام مفہم ملیں، آخر میں رسالہ "مغایاتی معاملات" بھی شامل ہے کتاب بیکور۔ مع خوبصورت رنگین ٹائٹل۔ ہدیہ ایک روپیہ بارہ آنے۔

تسلیم الدین (اردو)

از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ۔ بہت آسان اردو میں دین کے ضروری احکامات کی دلنشین تفسیرات، مشرک و بدعت کی تفصیل، تصوف کے نکات پر معلومات، انگریز گفتگو، بیعت تصوف، شیخ، سماع اور دیگر اہم مباحث، خوبصورت ٹائٹل مع جلد قیمت ایک روپیہ بارہ آنے۔

تفسیر فیض الرحمن (حصہ اول)

مصنف۔ حضرت مولانا یعقوب الرحمن صاحب عثمانیؒ نے عام فہم اور دلنشین اسلوب میں تفسیر قرآن کا ایمان افروز سلسلہ حصہ اول اسم اللہ، الحمد اور دعوتین کی تفسیر و توحیح پر مشتمل ہے، مفہم نے موقع بہ موقع حضرت شاہ ولی اللہؒ۔ حضرت مولانا محمد امجد اور دیگر بلند پایہ علماء کی آراء کا خلاصہ بھی شامل کیا ہے۔ قیمت چھ (جلد سے)۔

حکایات صحابہ

صحابی مردوں اور عورتوں بچوں کے وہ سبق آموز داستان افروز واقعات جبکہ مطالعہ سے روح تازہ اور سینہ کشادہ ہوتا ہے، تازہ ایڈیشن عمدہ کتابت و طباعت اور سفید کاغذ۔ جلد پر خوبصورت گرد پوش ہدیہ دو روپے چار آنے۔

اردو عربی لغت کی ایک عظیم کتاب مصباح اللغات

پچاس ہزار سے زائد عربی الفاظ کی اردو تشریح

یہ عظیم الشان عربی اردو لغت اپنی خصوصیتوں کے لحاظ سے بی مثال ہے۔ جہاں تک عربی سے اردو میں لغات کے ترقیے اور شرح کا تعلق ہے۔ آج تک اس درجہ کی کوئی دیکشنری وجود میں نہیں آئی۔ سالہا سال کی عرق ریزی اور کوششوں کے بعد نئی تقطیع کے ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل۔ یہ عظیم القدر لغت اصحابِ ذوق کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

المختار جو عربی لغت کی جدید کتابوں میں اس وقت سب سے زیادہ جامع اور دل پذیر سمجھی جاتی ہے۔

مصباح اللغات میں نہ صرف اس کتاب کا پورا احاطہ کر لیا گیا ہے بلکہ اس کی ترتیب میں عربی لغت کی بہت سی دوسری بلند پایہ اور ضخیم کتابوں سے اخذ و استنباط کی تمام صلاحیتوں کو کام میں لکر مدد ملی گئی ہے۔ جیسے فتاویٰ - تاج العروس - اقرب الموارید - جمہورۃ اللغات - نہایہ ابن اثیر - فیح البہار - مفردات امام راجح - کتاب الافعال - منہجی الارباب صراح وغیرہ۔

مصباح اللغات علماء و طلبہ عربی سے چسپی رکھنے والے۔ انگریزی دان، اردو و خواں سب کے لئے یہی مفید ہے۔ جلد خوب صورت اور مضبوطی سے گروپیشن۔ قیمت سولہ روپے۔

اعجاز القسمران

تیسرے لکھنؤ میں حضرت علامہ شہیر احمد عثمانی کی معرکہ آنا تلامذہ و تہذیب اہل علم جتنے ہیں کہ عداوت ہو موصوفہ بحکومتوں کے سوا کسی قلم کے بھی یاد نہ تھے انہی میں ان عامیوں، دلپذیر اور پوسپے لائل استدلال کن غرض آری تحریریں دیکھنے کے قابل ہیں، دشمنانِ اسلام کے قرائن کے علمائے ہر جہاں اعتراض کرتے ہیں ان کے دعوای محکم جوابات، اعجاز القسمران میں ملاحظہ فرمائیے۔ ہدیہ صرف ۳۰

اردو عربی لغت کی ایک عظیم کتاب بیان اللسان عربی اردو دیکشنری

پچیس ہزار سے زائد قدیم و جدید عربی لغات کا جامع و مستند ذخیرہ

چند خصوصیات (۱) تقریباً تیس ہزار قدیم و جدید عربی لغات و کلمات کا جامع ذخیرہ۔

(۲) قرآن مجید کے تمام لغات و اصطلاحات کا مجموعہ۔

(۳) مصر و شام وغیرہ میں متعلق جدید الفاظ کی تشریح۔

(۴) ہر لفظ کی مادہ سے قطع نظر اپنی اصل صورت میں انگریزی دیکشنری کے طریقہ پر ترتیب۔

(۵) ہر عربی لفظ یا اعراب۔

(۶) ہر لغت سے متعلق ضروری امور وحدت و جمعیت تکثیر تائید باب و مسلہ وغیرہ کی توضیح۔

(۷) ہر لفظ یا اشعار و دہرور کا استمال۔

(۸) زبان سادہ۔ شگفتہ۔

(۹) شہرہ میں قواعد عربی پر مشتمل جامع رسالہ۔

طبع سوم۔ کتابت و طباعت اعلیٰ کاغذ سفید، کتب مضبوطی سے بند ہوئی صفحات متنوع قیمت غیر ملکی روپے (۵) لکھنؤ میں (۵) روپے

مولانا ابوالکلام آزاد کا سبق آموز افشا

قسر کبانی

مولانا آزاد نے ایک مشہور و معروف مصنف کے افشا سے متاثر ہو کر افشا لکھا ہے۔ کتاب میں مغربی مصنف کا افشا نہ بھی شامل ہے۔ قابل ملاحظہ چیز ہے۔ قیمت ۱۰

مکتبہ تجلی کی فہرست کتب مفت طلب فرمائیے

مباحثہ شاہجہاںپور

باخبر حضرات جانتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد تقی صاحب نالوتوی نے برسے برسے پا درلوں سے مناظرے کئے اور ہمیشہ فتن ہوئے، ان کے ایک اہم اور عجیب غریب مناظرے کی دلچسپ تفصیل ”مباحثہ شاہجہاںپور“ میں ملاحظہ فرمائیے۔ دلائل اور انداز بحث پر آپ شش عشق کروا تیں تو ہمارا ذمہ۔ قیمت صرف عمر۔

لطیف حکاوت

عوام ہوں یا خاص۔ سبھی کی زندگی میں کچھ نہ کچھ لطیفے پیش آتے رہتے ہیں بعض مشہور شخصیتوں کے دلچسپ لطیفے آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ اس کتاب میں جن حضرات کی زندگی کے لطیفے درج ہیں ان میں چند کے نام یہ ہیں علامہ نقی، مولانا ابوالکلام آزاد، حضرت اورتشا صاحب، قیودنقاں لون، مولانا محمد علی جوہر، جناب عطاء اللہ شاہ بخاری، شاہ عبدالعزیز۔ مولانا حائلی، مولانا محمد شرف علی تھانوی وغیرم۔

کتاب نمبر ۱۲۔ مع ڈسٹ کور۔ قیمت ۱۲

شہید اعظم

حضرت امام حسین

لے کر بلائی خاک کلاہل حسان کو دھول سڑپی ہے تجھ لاش جگر گوشہ مہتول
اثر خاصہ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، حضرت امام حسین
اور واقعات کرنا کے متعلق تاریخی تحقیق اور مشہور واقعات کا مجموعہ۔ قیمت عمر

اسلام کے اہم عقیدے

کتاب الحج الوصیت

از۔ امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔
بعض اہم اصول و عقائد کی تشریح، زبان عام فہم میں صفحہ ۱۱۰ قیمت عمر

فقہ اکبر

از۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ عام فہم میں۔ قیمت عمر

انسان کی حقیقت

از حجت الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قرآن و حدیث کی روشنی میں
انسان کی حقیقت پر ایمان افروز کلام، صفحہ ۱۱۰ قیمت عمر

نصائح امام غزالی

امام غزالی کی تحریر کردہ چند خاص نصیحتیں، کوزہ میں دریا قیمت ۱۲

بیان السنۃ والجماعت

امام الحدیث حضرت امام طہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مختصر مگر
جانب تصنیف کا سلیس اردو ترجمہ۔۔۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، اس
کتاب میں اہل سنت والجماعت کے بنیادی عقائد کا بیان ہے۔ قیمت عمر

الفکروق

مصنفہ مولانا شبلی علیہ الرحمۃ

حضرت عرفان رونی کی سیرت و حالات اور کارناموں پر مشتمل یہ کتاب اہل
علم میں جتنی مقبول و مشہور ہوئی وہ محتاج بیان نہیں، حقیقت یہ ہے کہ
اسلام کے اس منہج اعظم اور مظلوم نبی کی زندگی اور دروغداری کی تفصیل
”الفکروق“ سے زیادہ اور کسی اردو کتاب میں نہیں ملتی، نہ صرف آپ کی
سیرت و اخلاق و فضائل کا بیان ہے بلکہ آپ کے حکم گانے ہوئے عہد
خلافت کے حیرت انگیز واقعات آپ کے علمی کا فنی اور تمدنی کارنامے
اور جنگی مسرکوں کی صحیح تفصیل شامل کتاب میں۔

اسلامی تاریخ کے سب سے زریں دور کی مجتہد تاریخ جاننے کیلئے ”الفکروق“
اپنی قسم کی واحد تصنیف ہے۔ تازہ ایڈیشن جلد مع ڈسٹ کور قیمت چھ روپے۔

مضامین لانا سید سلیمان ندوی

۳۹۲ صفحات پر مشتمل مولانا سید سلیمان ندوی کے خاص اخصاص اور
معرکہ الازامہ میں کایموجن پبلسٹی فرسٹ میں مطالعہ کی چیز ہے۔
میش اعلیٰ درجہ کے معلومات سے لبریز مضامین گویا جیش
قیمتی موتی ایک شستہ میں پرودئے گئے ہیں۔

قیمت خیسر جلد چار روپے (مبطلد پانچ روپے)

خلفائے راشدین

مولف مولانا عبدالشکور رضا ایڈیٹر انجم لکھنؤ

خلفائے راشدین کی سیرت پر کئی مکتبے لکھے گئے ہیں اس میں تاہم کو ایک امتیازی شان اور خاص مقام حاصل ہے، مولف روضۃ شیمت کے میدان میں بہت شہرت پانچے ہیں "خلفائے راشدین" میں آپ نے اس بات کا خاص لحاظ رکھا ہے کہ جن روایات و واقعات سے اہل تشیع کو اپنے مسلک کی تائید اور اہل سنت پر اعتراض کا موقع ملتا ہوا ان کی تشریح صحیح تاریخی روایات کی روشنی میں اس طرح کر دی جاتی ہے کہ حق پر باطل کی پوش کا موقع نہ رہے اور اشتباہات کی بھی کوئی ہوجاتی۔ قیمت ۵۰۰ (پندرہ روپے)

تاریخ دیوبند

اسلامی علوم و فنون کے ایک شاندار دور کی تاریخ

دیوبند اور دارالعلوم دیوبند کے علمی و تاریخی حالات کا دلکش مرقع اور اسلامی علوم و فنون کے ایک نرین اور شاندار دور کی تاریخ جو سوا سو کے قریب پچھپالی، مذہبی اور تاریخی عنوانات پر مشتمل ہے۔ چند عنوانات :- دیوبندی و حسیہ، قدامت اور اس کے دلچسپ تاریخی حالات، قدیم عمارتوں اور تاریخی مساجد کا تذکرہ، دارالعلوم کی ۹۰ سالہ زندگی اور اس کے نشوونما و ترقی کی حیرت انگیز تاریخ، پڑشکوہ عمارتوں کا تعارف، دارالعلوم کی تعلیمی اور انتظامی خصوصیات، داخلہ سے لیکر امتحان تک کے قواعد و ضوابط، دارالعلوم سے متعلق روایتی صادق اور بشارات، اکابر علمائے دارالعلوم کے سوانحیات۔ قیمت ۱۰۰ (دس روپے)۔

مناجی مقبول

۱۰۰ بات عند اللہ و صلوات الرسول
یعنی: ۱۰۰ وعیہ ما توره و قرآنی دعائیں

جس میں تمام دعائیں قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے حضرت الخراج مولانا شاہ محمد شرف علی صاحب دہلوی نے جمع فرما کر ہفتہ کے

ہر دن کے لئے علیحدہ علیحدہ سات منزلوں میں فرمائیں، اور جس کا اردو میں منظوم ترجمہ بھی سات منزلوں میں کر دیا گیا ہے، یہ بھی ہر دن کے لئے علیحدہ علیحدہ مخصوص ہے، عدلئے حزب البحر، شہزادی ہفت اجازت شجرات چشمت، مکمل و اسماء بدین، اذ بعض اہم فوائد خاصہ فرود ہے۔ کتابت دیرہ زبیر، کاغذ سفید، ہدیہ فیہ جلد ۵۰۰ (پندرہ روپے)

صحابہ کی جان نثاری

صحیح تاریخ سے چنے ہوئے عبرتناک حیرت انگیز واقعات، رسول پاک کی محبت بڑھانے والے سچے قصے، انتہائی دلچسپ اور نصیحت آمیز۔ قیمت آٹھ آنے۔

محمد الخلفاء

خلفائے راشدین کے منتخب حالات و فضائل قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

فضائل نماز

قرآن و حدیث کی روشنی میں نماز کی خوبیوں اور فضیلتوں کا جامع اور مفصل بیان قیمت ۵۰۰

فضائل تبلیغ

تبلیغ میں کیا فضیلتیں ہیں اور ہر شخص اپنی جگہ پر کس طرح اس دینی فریضہ کو ادا کر کے سعادت دارین حاصل کر سکتا ہے۔ قیمت ۱۰۰

فضائل رمضان

رمضان کی عظمت اور روزے کی برکات و فضائل کا روح نواز تذکرہ قیمت ۱۰۰

تعلیم الاسلام

یہ مشہور کتاب ہمیشہ کی طرح آج بھی آپ کے بچوں کی تعلیم کا سچا ضروری جز ہے، وہ کسی بھی اسکول یا مدرسہ میں پڑھتے ہوں، آپ تعلیم الاسلام انھیں ضرور دلا کر لائیں، یہ اسلام کی بنیادی تعلیم اور بچے کو دینی گہرائیوں میں نقش کرتی زیادہ ماندار زبان کی خوبصورت و سلاست کا باعث ہے اسے نہایت شوق سے پڑھتے ہیں، حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم، چھاپہ مکمل سید جلد دور روپے، ہر حصہ الگ الگ بھی طلب کیا جا سکتا ہے۔

مکتبہ شامی سے کتابیں خرید کر تبلیغی کام میں ہاتھ بٹائیے

ایک معرکتہ الآرانا در کتاب

البیان فی علوم القرآن

سائنس اور فلسفہ باطل کے مقابلہ میں اسلامی نظر یا اصول کی قوت و حقانیت قرآن کی روشنی میں

خدا کی ذات و صفات، تناسخ ملائکہ، جزا و سزا، ثواب و عذاب، قبر، جنت، دوزخ، نبوت و الہیام، نبی کی روحانی قوت وغیرہ کی تشریح و توضیح، شکوک اعتراضات کا ازالہ، اسما ہی کے دین کا اصل اور اصطلاح مستقیم ہونے کے دلائل، قصاحت و بلاغت، استعارہ و کنایہ، ناسخ و منسوخ، قرآنی اصطلاحات، اختلاف قرآءہ وغیرہ پر محققانہ کلام۔

اس کتاب کے مصنف تفسیر حقانی کے مولف ائمہ المحدثین علامہ مولوی عبدالحق صاحب حقانی مفسر دہلوی ہیں۔

علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صیغے فاضل اہل کی دسٹے اس کتاب کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے صفحات ۶۶۸۔

کا قدر نہایت عمدہ سفید لکھائی چھپائی نفیس، ہدیہ چودہ روپے (جلد پندرہ روپے)

راجع صیغے کی سی وہ نا باب کتاب کی قیمت آپ کو بعض فرستوں میں پچیس روپے لگی، نمونے نسخے دستیاب تھے ہیں جلد طلب فرمائیے۔

رائے

حضرت العلامة مولانا انور شاہ صاحب کشمیری علیہ السلام

حضرات علماء و محرم اہل اسلام کی حالی خدمت میں عرض ہے کہ احقر نے تفسیر حقانی اور اس کے دونوں مکتوبوں کا مطالعہ کیا اور کرتا رہا ہے، ہندو میں جناب مفسر مرحوم نے علوم قرآنیہ اور حقائق قرآنیہ اور تفسیر و تفسیرات اور طبقات علم و عبادت اور عقائد اسلامیہ اور انواع دلائل اور قواعد باطلہ اور علوم برزخ و بشر و بشریات، تحلیل و ترکیب کیساتھ عقیدہ اور ہادی بحث کی ہے، جسکی نظیر اگرچہ ممکن ہے مگر واقع نہیں، پھر تفسیر میں علامہ تفسیر قرآن مجیم کے ہر ہی طرح کے معارف مثلاً علم ارواح و مسائل تکلیف و تقدیر و ثواب و عقاب و تحقیق مسائل شرعیہ اور تشبیہات مخالفین ذکر کئے ہیں، اور تاریخ و جغرافیہ و تقدیر و حاجت نہایت تحقیق سے دستے گئے ہیں، اہل مسلم کے لئے تفسیر خاصے دوزن تینا اور حاجت روار ہی ہے۔ محمد انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ

پلے کا پتہ۔ مکینہ تجلی دیوبند ضلع سہارنپور یو۔ پی

ہر دینی علمی کتاب ہم سے طلب فرمائیے

DURR E NAJAF

دُرِّ النَّجَفِ



دھات کا سرمہ میں مضبوطی اور آئین سربوں کا بادشاہ

مضبوط اخول

- درست نگاہ والے بھی اسے استعمال کرتے ہیں کیونکہ یہ آخری عمر تک نگاہ کو قائم رکھتا ہے۔
- ہدایات ساتھ بھیجی جاتی ہیں۔ عمدہ پکنگ مضبوط اور نازہ
- نوٹ۔ بخالص جستی کیسیائی سلانی ۲ میں طلب کیجئے۔

- اندھے پن کے سوا آنکھوں کی تمام بیماریوں کا تیر بہدف علاج
- دھندلوتیا، جالار، روند، پڑبال اور سرخی وغیرہ کے لئے پیغام شفا۔
- بارہ سال سے بے شمار آنکھوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

چند تعریفی خطوط کی نقلیں ملاحظہ فرمائیے

پیرائے دو گنگہ اس سرمہ کو استعمال کریں۔
 سب ابو جوالا اسرن ممتاز اسل عظم مراد آباد میرکہ
 میں نے سرمہ نجف کا استعمال کیا نہایت مفید پایا۔
 خانہ بہار مولوی حاجی حکیم محمد علی خاں صاحب
 عرف مکرمیائیں رئیس اعظم
 سرمہ نجف بہت عمدہ سرمہ ہے۔ میں نے بہت سے شخصوں
 کو دیا۔ انہوں نے استعمال کیا اور بے حد تعریف کی۔

میں پہنچا ہوں۔
 ڈاکٹر ظفر یار خاں ممتاز ایم بی آئی ایم ایم آئی
 زمزم ملٹری سرجن لکھنؤ
 سرمہ نجف آنکھوں کی بیماریوں کیلئے بہت فائدہ مند ہے
 میں نے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا۔ اس کے
 استعمال سے آنکھوں کی مدد جتنی ترقی ہوتی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی
 صدقاً و تحقیقاً علماً و ہمتاً
 ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ کا سرمہ اس وجہ مفید ہے کہ
 اس کی توصیف میں آپ جو جادو سیری طرف سے لکھتے ہیں
 میں اس کی تصدیق کروں گا۔

ایک تولہ پانچ روپے۔ ۶ ماہ مشہ تین روپے
 ایک ساتھ تین شیشیاں لنگا لے کر محصول لگا کر
 ایک یا دو شیشی پر ایک ہی محصول مفید ہوگا
 یعنی جو سرمہ کی قیمت کے علاوہ ہے۔

حکیم کنہیا لال صاحب دیر بہار پور
 سرمہ نجف اکثر مریضوں کو دیا گیا اور اس کے استعمال
 سے ان کو فائدہ پہنچا۔ سرمہ نجف آنکھوں کے امراض کے
 واسطے نہایت مفید ہے۔ میں پبلک سے سفارش کرتا ہوں
 کہ اسکے استعمال سے فائدہ اٹھائیں۔

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمت فرماتے ہیں
 میں نے سرمہ نجف استعمال کیا اور دوسرے اعزاء کو
 استعمال کرایا قبل اسکے بہت سے سرمے میں نے استعمال
 کئے سب سے اچھا اور بہتر اسے پایا۔ مجھے امید ہے کہ شخص
 اسکو استعمال کرے گا وہ میرے بیان کی تصدیق صرف
 زبان سے نہیں بلکہ آنکھوں سے کرے گا۔

ڈاکٹر انعام الحق صاحب ایل ایم ایم ایم ریٹرنیک
 ایف۔ آر۔ سی۔ بی۔ ایس۔ مائیں ماہرہ
 میں نے سرمہ نجف کو اپنے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا
 آنکھوں کے امراض میں مفید پایا۔ میں ہمیشہ ہر شخص کو

مولانا قادی محمد طیب صاحب ہنرمند مولوی دیوبند قنڈواڑ
 میں نے یہ سرمہ استعمال کیا۔ آنکھوں کو تقریباً دو چلائیے
 میں مفید پایا۔ امید ہے کہ اہل بصیرت اس بصارت افزا
 سرمہ کا استعمال کر کے اسی نتیجہ پر پہنچیں گے جس پر مجھ پر بے

انکے علاوہ بھی ۱۱ بہت سے خطوط موجود ہیں

ہندوستان کا پتہ:- دار الفیض رحمانی دیوبند۔ ضلع سہارنپور۔ دیوبند
 پاکستان کا پتہ:- شیخ سلیم بخش صاحب جے جے لائنڈ لائنز کراچی۔ پاکستانی حضرات اس پتہ پر قیمت سرمہ مع محصول لگا کر کے درج ذیل آڈر میں